47

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

22 دسمبر 2004ء — 9 ذی قعدہ 1425ھ

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

مسلم افریقہ میں امریکی استعمار کی یلغار

خطبہ جمعہ کی اہمیت اور غرض وغایت

سلامتی کونسل کی تشکیل نو اور صدر مشرف کے فتوے

تاریخ تحریکات احیائے اسلام (70)

پردہ

تقدیر اُمم کیا ہے؟

بانی تنظیم کے دورۂ بھارت کی تفصیلات

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

قرآن حکیم اور علم

کیا آپ نے کبھی کوئی ایسا اُمّی دیکھا ہے جو علم کی عظمت پر بحث کرتا ہو؟ نیابتِ الٰہیہ کو علم کا نتیجہ قرار دیتا ہو؟ پانی کو مدارِ حیات ٹھہراتا ہو؟ آغازِ آفرینش پر اس انداز سے بحث کرتا ہو کہ بڑے بڑے طبیعی حیرت میں ڈوب جاتے ہوں؟ حواسِ خمسہ کے علاوہ تاریخ کائنات، نفس اور وحی کو بھی مآخذِ علم قرار دیتا ہو؟ اگر نہیں دیکھا تو حضور ﷺ کی ذاتِ مقدس کو دیکھئے۔ ایک طرف ناخواندگی کا یہ عالم کہ اپنا نام تک نہ پڑھ سکیں۔ دوسری طرف یہ کیفیت کہ گم شدہ ماضی کی خبریں دے رہے ہیں۔

''یہ وہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہیں بذریعہ وحی بتا رہے ہیں۔ آج سے پہلے تم اور تمہاری قوم ان سے بے خبر تھی''۔ (ہود: 49)

قوانین بقاء وفنا کی تفصیل بتا رہے ہیں۔ نظریۂ مکافاتِ عمل پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ خیر وشر کی حد بندی کر رہے ہیں۔ حیاتِ بعد الموت کی خبریں دے رہے ہیں اور بار بار اس حقیقت کو واضح فرما رہے ہیں کہ کائنات کی تسخیر علم سے ہوگی اور رب کائنات تک رسائی عبادت سے۔

قرآن نے انسان کو اللہ کا نائب اور خلیفہ کہا ہے۔ نائب کا کام آقا کی مشیت کی تعمیل وتکمیل ہے۔ خدا خالق و صانع بھی ہے اور علیم وحکیم بھی۔ منصب نیابت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان بھی اس حد تک علم وحکمت میں کمال پیدا کرے کہ وہ عناصر میں ردوبدل سے نئی نئی اشیاء بنا سکے۔ اس کام کے لئے بڑی بڑی درس گاہیں اور تجربہ گاہیں قائم کرنا ہوں گی۔ نوجوان طلبہ کا کوئی گروہ طبیعات کے مختلف شعبوں مثلاً طبیعیات، الکیمیا، حیاتیات، نباتات، معدنیات، ریاضیات وغیرہ میں کمال پیدا کرے گا اور کوئی آسماں کے تاروں، آفتابوں، مہتابوں اور کہکشاؤں کو گن رہا ہوگا۔

حیاتِ انسانی کے دو پہلو ہیں۔ ظاہر اور باطن، اسلام دونوں پہلوؤں کو سنوارنا چاہتا ہے۔ ظاہر کو علم وحکمت سے اور باطن کو اخلاقِ حمیدہ سے۔ علم کی دنیا لامحدود ہے۔ عہد رسول ﷺ میں ساری دنیا کے پاس شاید پانچ سو کتابیں بھی نہ ہوں گی۔ اور آج صرف ایک ہی دار الکتب یعنی واشنگٹن کی قومی لائبریری میں نو کروڑ کتابیں ہیں۔ علم صد ہا شعبوں میں بٹ چکا ہے۔ اور ہر شعبے میں لاکھوں کتابیں ہیں۔ ان کتابوں، دنیا کی درسگاہوں اور تجربہ گاہوں سے فائدہ اٹھا کر ظاہرِ حیات کو سنوارنا، نئی نئی ایجادات کرنا اور کائنات کے خفیہ امکانات سے حجاب اٹھانا قرآن اور خدائے قرآن کا منشاء ہے۔ قرآن میں اس موضوع پر ساڑھے سات سو آیات ملتی ہیں۔

ماخذ: میری آخری کتاب

تحریر: ڈاکٹر غلام جیلانی برق

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ آل عمران (آیت 137 تا 141)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا
تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾﴾

''تم لوگوں سے پہلے بھی بہت سے واقعات گزر چکے ہیں' تو تم زمین میں سیر کر کے دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے بیانِ صریح اور اہل تقویٰ کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا' اگر تم مؤمن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔ اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو اُن لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے' اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں' اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ ایمان والوں کو متمیز کر دے اور تم میں سے گواہ بنائے' اور اللہ بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ ایمان والوں کو خالص (مومن) بنا دے اور کافروں کو نابود کر دے۔''

تم سے پہلے بھی بہت سی قومیں گزر چکیں۔ حالات و واقعات گزر چکے۔ تو زمین میں گھومو پھرو اور دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ جب قریش کے قافلے شام کی طرف جاتے تھے تو راستے میں قوم ثمود کا مسکن بھی آتا تھا اور وہ بستیاں بھی تھیں جن میں کبھی حضرت لوط علیہ السلام نے تبلیغ کی تھی۔ اُن کے کھنڈرات دیکھو اور یاد کرو اُن کے ساتھ کیا کچھ ہوا۔ یہ لوگوں کے لئے بیان اور وضاحت ہے اور پرہیز گاروں کے حق میں ہدایت اور نصیحت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مومنو! تم کمزور نہ پڑو اور غم نہ کھاؤ۔ تمہارے ساتھ ہمارا پختہ وعدہ ہے کہ تم ہی سربلند ہو گے' آخری فتح تمہاری ہی ہو گی' تم ہی سب سے اونچے ہو گے بشرطیکہ تم مومن ہوئے۔ حالات کا جائزہ لیجئے' آج ہم دنیا میں ذلیل و خوار ہیں۔ اعلیٰ تو نہیں ہیں' بلند بھی نہیں ہیں۔ معلوم ہوا ہمارے اندر ایمان نہیں۔ ہاں ایک عقیدہ ہے' یقین والا ایمان نہیں' زندہ اور جاندار ایمان نہیں' ورنہ خدا کا وعدہ تو جھوٹا نہیں ہو سکتا کہ امت کے اندر ایمان موجود ہو اور پھر وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو۔

غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا۔ 70 صحابہؓ شہید ہوئے' اُن میں عم رسول حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے' مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انصار کا شاید ہی کوئی گھرانہ ہو گا جس کا کوئی فرد شہید نہ ہوا ہو۔ میدان سے واپس ہوئے تو ہر گھر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ ابھی میت پر ماتم کرنے اور بین کرنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی۔ عورتیں بین کر رہی تھیں' ماتم کر رہی تھیں اور مرثیے پڑھ رہی تھیں۔ اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ''ہائے حمزہ کے لئے تو کوئی رونے والی بھی نہیں ہے''۔ حمزہ تو مہاجر تھے' یہاں اُن کی خواتین نہیں تھیں۔ انصار نے اپنی عورتوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تعزیت کے لئے بھیجا۔ بہر حال اس نقصان کے نتیجے میں ہر دل افسردہ تھا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حساس دل صورت حال سے حد درجہ متاثر ہو رہا تھا۔ تو اس حالت میں پروردگار اہل ایمان کی دل جوئی کے لئے کہہ رہا ہے کہ اتنے غمگین اور دل گرفتہ نہ ہو' اگر اب تمہیں کوئی چرکا لگا ہے تو تمہارے دشمن کو تو بھی ایک سال پہلے ایسا چرکا لگ چکا ہے۔ اُن کے بھی تو ستر مارے گئے تھے۔ یہ تو دن ہیں جن کو ہم لوگوں میں الٹ پھیر کرتے رہتے ہیں۔ کیفیت ایک سی نہیں رہتی' اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کہ کون حقیقتاً مومن ہے۔ کیونکہ امتحان نہ ہو' آزمائش نہ ہو' ایثار و قربانی نہ کرنی پڑے تو سب ہی مومن ہیں۔ پتہ تو چلتا ہے کہ نازک صورت حال میں کون ثابت قدم رہتا اور صبر کرتا ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم میں سے کچھ کو مقام شہادت عطا کرے اور انہیں گواہی کے لئے قبول کرے۔ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ اگر تمہیں تکلیف پہنچی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ نے کفار کی مدد کی ہے اور انہیں پسند کیا ہے۔ (معاذ اللہ!)

یہ اس لئے ہوا تا کہ اللہ اہل ایمان کو بالکل پاک کر دے۔ یعنی تمہارے ہاں خاص طور پر انصار مدینہ میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن میں کچھ پکے ہیں اور کچھ کچے۔ اللہ چاہتا ہے کہ وہ پورے طور پر پک جائیں اور اگر کوئی کچا ہی رہتا ہے تو وہ کٹ جائے اور جماعت بحیثیت مجموعی طاقتور رہے۔ بحث کا معنی ہے کھودنا اور تمحیص کا معنی ہے جدا کرنا۔ کوا زمین کھودتا ہے اور پھر کھانے والی چیز تلاش کرتا ہے اور پتھر وغیرہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے تمحیص کی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ عبداللہ بن اُبی اور اُس کے تین سو ساتھیوں کا نفاق یہیں تو ظاہر ہوا' ورنہ وہ بھی ایمان والے شمار ہوتے تھے۔ تو یہ ایمان والوں کی جانچ تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مٹانا ہے۔

فرمانِ نبویؐ

حاجت مند مسلمانوں کی کفالت

چودھری رحمت اللہ بٹر

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ۔ وَاَيُّمَا مُسْلِمٍ اَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰى جُوْعٍ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ۔ وَاَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰى مُسْلِمًا عَلٰى ظَمَاٍ سَقَاهُ اللّٰهُ مِنَ الرَّحِيْقِ الْمَخْتُوْمِ)) (ابو داود)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان' کسی ننگے مسلمان کو لباس پہناتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے جنت کا نہایت نفیس سبز لباس پہنائے گا۔ اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کھانے کے لئے جنت کا پھل عطا فرمائے گا۔ اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نہایت عمدہ سربمہر شراب پینے کے لئے عطا فرمائے گا۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

شمارہ		جلد
47	16 تا 22 دسمبر 2004ء 3 تا 9 ذی قعدہ 1425ھ	13

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ڈاکٹر عبدالخالق
مرزا ایوب بیگ۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ: 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرونِ پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
چیک' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں

☆☆☆

''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے
متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

امریکی استعمار کی یلغار مسلم افریقہ میں

معلوم ہوتا ہے کہ جارج بش نے اپنے پہلے عہد صدارت کی کارگزاری سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا' اور پوری دنیا نے اُن کی جنگ جوئی اور دہشت گردی کی حکمت عملی کے خلاف جو شدید احتجاج کیا تھا' اُسے یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ انتہا پسند خاتون کونڈ والیزا رائس کو نیا وزیر خارجہ مقرر کرنا اُن کی نئی استعمار پسندی کا پہلا ثبوت تھا۔ فلوجہ میں بدترین بم باری' جو انسان کی تاریخ بربریت میں ہمیشہ کے لئے ایک یادگار سانحہ کے طور پر تحریر ہو چکی ہے' اُن کا دوسرا ثبوت تھا۔ اپنے یورپی ساتھیوں کی مدد سے ایٹمی پروگرام رکوانے کے بہانے ایران کا ایسا سخت گھیراؤ کہ آج ہی سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ایران لیبیا کی پیروی کرتے ہوئے اپنا ایٹمی پروگرام ختم کر دے ورنہ امریکا ایران پر حملہ کر سکتا ہے۔ اپنے مفادات کے تحت' پاکستان کے گھیراؤ کا انداز مکارانہ ہے۔ اسے بھارت اور اسرائیل کے ساتھ پُر امن دوستی کے جال میں پھانس لیا ہے۔

اب براعظم افریقہ کے بے ضرر مسلم ملکوں میں سامراجیت کی حاکمیت اُن کے سیاسی و معاشی نظام کی جڑوں تک میں پھیلانے کے لئے ایک نئی سیاسی شطرنج بچھائی گئی ہے۔ مراکش کے شہر رباط میں گزشتہ ہفتے ''فورم برائے مستقبل'' کا جلسہ برپا کیا گیا' جس میں امریکا نے آٹھ بڑے ملکوں (کینیڈا' فرانس' جرمنی' اٹلی' یورپی یونین' روس' برطانیہ' امریکا) کو ساتھ ملا کر افریقہ کے عربی بولنے والے بیس ملکوں کے نمائندوں پر دباؤ ڈالا کہ وہ فوری طور پر اپنے اپنے ملکوں میں جمہوریت کا نظام قائم کریں' کیونکہ جمہوریت لانے ہی سے اُن کے عوام میں معاشی ترقی اور خوشحالی آ سکتی ہے۔ جمہوریت کے سوا اور کوئی ذریعہ معاشی ترقی کی منزل تک پہنچنے کا نہیں ہے۔ اس اجلاس میں 20 عرب ممالک کے علاوہ افریقہ' ایشیا اور مشرق وسطی کے ملکوں نے شرکت کی۔ سعودی عرب' مصر' عراق' سوڈان' بحرین' اردن' کویت' لبنان' پاکستان' فلسطینی اتھارٹی' موریطانیہ' الجزائر اور دوسرے ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ ایجنڈے کا واحد مسئلہ مشرق وسطی اور افریقہ میں جمہوری اصلاحات کے لئے امریکی پروگرام پر غور کرنا تھا۔ امریکی پروگرام کی توثیق کرانے کے لئے وزیر خارجہ کولن پاول وہاں بطور مہمانِ خصوصی براجمان تھے۔ انہوں نے کہا کہ سیاسی اور معاشی آزادی لازم وملزوم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فروری 2004ء میں جب ہم نے یہ منصوبہ پیش کیا تھا اور عرب اور مسلم ممالک نے اس کی مخالفت کی تھی اور یہ اندیشہ ظاہر تھا کہ یہ مسلم دنیا پر امریکا کو مسلط کرنے کی ایک کوشش ہے۔ چنانچہ امریکی قیادت نے منصوبہ واپس لے لیا تھا۔ اب منصوبے میں تبدیلیاں کر کے دوبارہ پیش کیا جا رہا ہے۔ امریکا اُن ممالک کی مدد کرنا چاہتا ہے جو اپنے اندرونی معاشرتی نظام میں اصلاحات کرنا چاہتے ہیں۔ ہر ملک کو اپنی اصلاحات کا ماڈل خود تیار کرنا پڑے گا اور وہ یہ فیصلہ خود کریں گے کہ سیاسی اصلاحات کس رفتار سے کتنی مدت میں مکمل ہوں گی۔

اچھا ہوا کہ مسلم ملکوں کے نمائندوں نے پاول صاحب کے بیان کی پُر زور مخالفت کی' اور اس واحد نکتے پر زور دیا کہ خطے میں کسی قسم کی اصلاحات امن کے بغیر نہیں ہو سکتیں' اور امن نہیں ہو سکتا جب تک فلسطین کا مسئلہ منصفانہ طور پر حل نہ ہو' اور فلسطین کا مسئلہ اس وقت تک حل نہیں ہو سکتا جب تک امریکا اور اُس کے مغربی حواری اسرائیل کی پشت پناہی کا رویہ ترک نہ کریں گے۔ تقریباً ہر ملک کے نمائندے نے یہی بات اپنے اپنے انداز میں کہی۔ عرب لیگ کے سربراہ امر موسیٰ نے کہا کہ خطے میں اصلاحات کے اقدام سے پہلے امن ضروری ہے۔ خاص طور پر سعودی عرب کے وزیر خارجہ شہزادہ سعود الفیصل نے انتہائی تلخ زبان اور دو ٹوک انداز میں کہا کہ امن کی راہ میں بڑی رکاوٹ خود امریکا ہے جو طرح طرح سے اسرائیل کو عربوں کے خلاف ترغیب دیتا رہتا ہے۔

ایسی کانفرنسوں کے موقعوں پر امت مسلمہ کا اتحاد یاد آتا ہے جس پر صدیوں سے ہمارے عمائدین' قائدین' مفکرین اور دانشور زور دیتے رہے ہیں۔ موجودہ اسلامی سربراہوں کی تنظیم (او آئی سی) کے 57 ملکوں میں سے 30 ارکان افریقہ سے اور 13 ارکان مشرق وسطی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان ملکوں میں بادشاہت اور آمریت لانے کے ذمہ دار بھی خود مغربی ممالک ہیں۔ سلطنت صفوی' سلطنت مغلیہ اور خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے والے کون ہیں؟ لارنس آف عریبیا اور گلب پاشا جیسے جاسوسوں کی مدد سے ہر مسلم ملک کو دوسرے ملک کا دشمن بنانے والے کون ہیں؟ اور اب تو امریکا کے سیاسی نظام کا کھوکھلا پن ظاہر ہو جانے کے بعد جمہوریت کی قبا تار تار ہو چکی ہے۔ اب تو اُمّہ کے سامنے جمہوریت کا قیام مقصد نہیں رہا۔ اب مسلمانانِ عالم کی آرزوئیں' تمنائیں اور اُن کا مستقبل ''خلافت'' کے نصب العین اور اُس کے حصول پر منحصر ہو کر رہ گیا ہے۔ جمہوریت کے ملبے پر عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق' خلافت کی تعمیر ہی میں اُمّہ کا مستقبل پنہاں ہے!

(ادارہ)

عالم اسلام کی خبریں

افغانستان

امریکی فوج کی جانب سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ معافی کی پیشکش پر بہت سے طالبان نے اُن سے رابطہ کیا ہے۔ طالبان نے جنوبی اور مشرقی افغانستان میں موجود امریکی فوجی کمانڈروں سے رابطہ کر کے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ پُر امن سیاسی عمل میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ طالبان کی قیادت نے امریکی فوج کے اس دعوے کو غلط اور من گھڑت قرار دیا ہے۔

فرانس نے کہا ہے کہ افغانستان میں ہونے والے پارلیمانی انتخابات سے قبل نیٹو کی افواج میں کمی نہیں کی جائے گی۔ فرانس کے وزیر خارجہ نے ایک پریس کانفرنس کو بتایا کہ نیٹو کو افغانستان میں آنے والے وقت میں بڑے چیلنج کا سامنا ہے۔ جس میں اُسے پارلیمانی انتخابات کے موقع پر امن وامان اور سیکورٹی کو برقرار رکھنا ہے' تا کہ افغانستان میں اقتدار کی منتقلی کا عمل بخوبی انجام پا سکے۔

افغانستان کے صدر حامد کرزئی نے کہا ہے کہ گلبدین حکمت یار اور طالبان کے سربراہ ملا عمر مخالفت چھوڑ کر پارلیمانی انتخابات میں شرکت کریں۔ یاد رہے کہ گزشتہ چند ماہ سے حزب اسلامی کے سربراہ گلبدین حکمت یار روپوش ہیں۔

فلسطین

مڈل ایسٹ سٹڈی سنٹر کی رپورٹ کے مطابق مسجد اقصیٰ کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جانا حتمی ہو چکا ہے' صرف وقت کا تعین باقی ہے۔ مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر اسرائیل کا خواب اور توریت کی وصیت ہے۔ عبرانی زبان میں شائع ہونے والے اسرائیلی اخبار ''یدیعوت احرنوت'' نے انکشاف کیا ہے کہ غزہ کی پٹی سے اسرائیلی فوج کے انخلاء کے منصوبے کے مخالف انتہا پسند یہودیوں کی جانب سے مسجد اقصیٰ کو دہشت گردی کا نشانہ بنائے جانے کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔ اس سلسلے میں اسرائیلی خاتون وزیر تعلیم کے بھائی کا بیان بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ انتہا پسند یہودی ہے۔ وہ غزہ پٹی سے اسرائیلی فوج کی واپسی کا سخت مخالف ہے اور مسجد اقصیٰ کو منہدم کرنا اُس کا خواب ہے۔ اس نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ کاش ایسے حالات بن جائیں کہ مسجد اقصیٰ کو بم سے اُڑا کر خاک کر دیا جائے۔

کشمیر

مقبوضہ جموں وکشمیر کی حزب اختلاف ''نیشنل کانفرنس'' کے صدر عمر عبداللہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ریاست جموں وکشمیر نے دوسری ریاستوں کی طرح بھارت کے ساتھ ادغام کی دستاویزات پر دستخط نہیں کئے۔ انہوں نے کہا کہ قانونی نقطہ نظر سے جموں و کشمیر کی حیثیت کا حتمی فیصلہ ہونا باقی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کے عوام نے اس لئے بندوق نہیں اٹھائی کہ وہ روٹی کے بھوکے ہیں۔ بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ کے دورۂ کشمیر کے بڑے دُور رس اثرات مرتب ہوتے' اگر وہ بھارتی فوج کے خصوصی اختیارات سے متعلق ایکٹ میں نرمی کرتے۔ اگر وہ بھارت کی منی پور ریاست میں یہ ایکٹ منسوخ کر سکتے ہیں تو کشمیر میں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا''۔ سیاسی مبصرین کی طرف سے عمر عبداللہ کے اس بیان کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔

ترکی

ترکی کے وزیر اعظم طیب اردگان نے امریکی فوج کو خبردار کیا ہے کہ وہ عراق میں کارروائیوں کے دوران بے گناہ شہریوں کو ہلاک نہ کرے۔ انہوں نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ عراقی عوام ملک کا دفاع کرنے کا حق رکھتے ہیں' اور جن لوگوں کو دہشت گرد اور مزاحمت کار سمجھ کر ہلاک کیا جا رہا ہے' وہ دراصل عراقی شہری ہیں۔ عراقیوں کی ہلاکت سے صورت حال انتہائی سنگین ہو گئی ہے۔

بنگلہ دیش

حزب اختلاف کے سینکڑوں ارکان نے حکومت پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے 11 دسمبر کو 900 کلومیٹر طویل انسانی زنجیر بنا کر احتجاج کیا ہے۔ عوامی لیگ کے جنرل سیکرٹری محمد عبدالجلیل نے کہا ہے کہ ملک کے جنوب مشرق سے شمال جنوب تک ہزاروں کی تعداد میں عوامی لیگ اور بائیں بازو کی تیرہ اتحادی جماعتوں کے ارکان نے حکومت کے خلاف عدم اعتماد کے اظہار کے سلسلے میں طویل انسانی زنجیر بنانے میں حصہ لیا۔ اس ضمن میں سیکورٹی کے انتظامات بہت سخت تھے۔

شام

امریکی خفیہ ادارے کی رپورٹ کے مطابق شام میں مقیم معزول عراقی صدر صدام حسین کے حامیوں کی جانب سے عراقی مزاحمت کاروں کو اپنی کارروائی میں تیزی اور شدت پیدا کرنے کی ہدایت موصول ہوئی ہے۔ پارٹی کے سینئر عراقیوں نے یورپ اور سعودی عرب میں اپنے نجی ذرائع کے توسط سے فنڈ زجمع کرنے شروع کر دیئے ہیں اور شام میں بیٹھ کر مزاحمت کی بعض کارروائیوں کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ اردن کے شاہ عبداللہ دوم اور عراقی صدر غازی الیاور نے بھی عراق میں شام کے کردار پر تشویش ظاہر کی ہے۔

سوڈان

امریکا نے سوڈان کے شورش زدہ علاقے دارفور میں بڑھتی ہوئی تباہی میں تمام فریقوں کے ملوث ہونے کا الزام لگاتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ شہریوں میں ظلم وتشدد اور حملوں کے ذمہ دار افراد سے باز پُرس کی جائے۔ امریکی سفارت کار نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ رپورٹ انتہائی پیچیدہ ہے۔ سوڈان کی حکومت' فوج اور باغی سب اس تباہی میں برابر کے شریک ہیں۔

عراق

اردن کے شاہ عبداللہ اور عراق کے عبوری صدر غازی الیاور نے الزام لگایا ہے کہ ایران 30 جنوری کے مجوزہ انتخابات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے نہ صرف لاکھوں ایرانیوں کو ووٹ ڈالنے کے لئے عراق میں داخل کیا جا رہا ہے' بلکہ بڑی تعداد میں سرمایہ بھی بھیجا جا رہا ہے۔ انہوں نے ایران پر الزام لگایا کہ ایران عراق میں ایران نواز حکومت لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر عراق میں ایران نواز حکومت بنتی ہے تو ایران سے عراق اور شام سے لبنان تک شیعہ تحریکوں اور حکومتوں کا ایک ایسا ''ہلال'' وجود میں آئے گا جو سنیوں اور شیعوں میں روایتی طاقت کا توازن تبدیل کر دے گا۔

عراق کی 22 سیاسی اور مذہبی جماعتوں نے آئندہ ماہ ہونے والے انتخابات کے لئے وسیع تر اتحاد کا اعلان کیا ہے' تاہم مقتدی الصدر کو اتحاد میں شامل نہیں کیا گیا۔ ''متحدہ عراقی الائنس'' نے' جسے عراق کے جید عالم آیت اللہ سیستانی کی سرپرستی حاصل ہے' 30 جنوری کے انتخابات کے لئے اپنے پرچم تلے 228 امیدواروں کو میدان میں اتارا ہے۔

ایران

اسرائیل نے کہا ہے کہ ایران کے سائنسدانوں نے میزائلوں کی ایسی ٹیکنالوجی حاصل کر لی ہے' جس کی وجہ سے اس کے میزائل امریکہ تک مار کر سکیں گے۔ ایران کا شہاب سوم میزائل اسرائیل کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے' جبکہ شہاب چہارم اور پنجم بھی تیار ہو رہے ہیں' جو یورپی ممالک اور روس کو بھی نشانہ بنا سکتا ہے۔ اقوام متحدہ میں اسرائیل کے سفیر نے ایران کی ایٹمی پالیسی کو پورے مغرب کے خلاف قرار دیا اور کہا کہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے اور اسے یورپی یونین' امریکا اور اسرائیل کو مل کر حل کرنا چاہیے۔

منبر ومحراب

خطبہ جمعہ کی اہمیت اور غرض وغایت

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 3 دسمبر 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

آج مجھے خطاب جمعہ میں خطبہ جمعہ ہی کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے یعنی جو عربی خطبہ یہاں پڑھا جاتا ہے اس کے معنی کیا ہیں! فقہی اعتبار سے اصل اہمیت اسی عربی خطبے کی ہے لیکن ہم اپنی کم علمی کے باعث اس کو سمجھ نہیں پاتے۔ عام مساجد میں تو یہ خطبہ کم وبیش ہر ہفتے ایک سا ہوتا ہے لیکن یہاں اس امر کا اہتمام ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ جن آیات پر اردو خطاب کے دوران گفتگو ہو انہیں بھی عربی خطبہ میں شامل کرلیا جائے۔ اسی طرح جو احادیث بیان کی جائیں ان کو بھی خطبے میں احادیث کے مقام پر لے آیا جائے۔ لہٰذا اگر اس کا مفہوم ذہن میں ہوگا تو وہ تذکیر اور نصیحت اخذ کی جاسکے گی جو اس کا اصل حاصل ہے!

تمہیداً خطبہ جمعہ کی اصل غرض وغایت کو سمجھ لیجئے۔ اس حوالے سے قرآن مجید اور آنحضورﷺ کے معمول کو دیکھنا چاہئے کہ خطبہ جمعہ کا مقصد کیا تھا اور کن مقاصد کے لئے یہ عظیم نظام تجویز کیا گیا۔ ایسے مسلمان جو پنج وقتہ نماز نہ بھی پڑھتے ہوں ان کی بھی ایک بڑی تعداد نہا دھو کر اور حتیٰ الامکان کپڑے بدل کر نہایت اہتمام سے خطبہ جمعہ کے لئے مسجد میں پہنچتی ہے۔ یہ سب کچھ ایک بہت عظیم نظام کے کچھ کھنڈرات ہیں کہ جو باقی ہیں۔ قرآن مجید کے 28 ویں پارے کی سورۃ الجمعہ کا شمار ان چند سورتوں میں ہوتا ہے جس کے مندرجات کے ساتھ اس کے نام کی بڑی گہری معنوی نسبت ہے۔ دو رکوعوں پر مشتمل اس سورت کے دوسرے رکوع میں تو واضح طور پر خطبہ کی بات ہو رہی ہے۔ یہاں خطبہ جمعہ کی اہمیت اور اس کے آداب پر گفتگو ہے۔ پہلے رکوع کے مضمون کا بظاہر کوئی تعلق نظامِ جمعہ سے نظر نہیں آتا لیکن غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت یہ خطبہ جمعہ کی غرض وغایت ہی کو بیان کر رہا ہے۔ اس کی دوسری آیت میں آنحضورﷺ کے اس عمل تربیت کا ذکر ہے جس کے ذریعے سے آپؐ نے ایک ایسی عظیم انقلابی جماعت کو تشکیل دیا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے وقت کی دو بڑی طاقتوں کو قدموں تلے روند کر انقلاب برپا کر دیا۔ اس عمل کے لئے قرآن مجید نے چار الفاظ استعمال کئے ہیں۔

چنانچہ فرمایا گیا: ''وہی (اللہ) ہے جس نے مبعوث فرمادیا اپنے رسول کو امیین کی طرف۔ وہ ان (اپنی قوم) کے سامنے (اللہ کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں''۔ یعنی آیاتِ الٰہی کی تلاوت کے نتیجے میں جو لوگ حق کا اعتراف کرلیں اور اپنے آبائی دین کو چھوڑ کر یہ امر تسلیم کرلیں کہ کل کائنات اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے ان کے قلب اور نفس کو پاک کرتے ہیں۔ از روئے قرآن تزکیہ کا اصل ذریعہ بھی خود قرآن ہی ہے۔ آگے ارشاد ہوا: ''اور وہ (رسول) انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں''۔ کتاب سے مراد اگرچہ پورا قرآن بھی ہے لیکن درحقیقت لفظ کتاب کے معنی کسی چیز کو فرض کر دینے اور لکھنے کے ہیں۔ گویا کوئی چیز پتھر پر لکیر ہوگئی۔ لہٰذا لفظ کتاب کے اندر اصل اشارہ احکام شریعت کی طرف ہے۔ چوتھی بات یہ آئی کہ رسول صرف احکام شریعت ہی نہیں بتاتے بلکہ عقل و دانش کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ کوئی چیز فرض کیوں کی گئی ہے فلاں شے حرام کیوں ہے یہ باتیں حکمتِ دین کے ذیل میں آتی ہیں۔ اسی طرح فکری رہنمائی جسے فلسفی اور دانشور اپنا موضوع سمجھتے ہیں وہ بھی اسی قرآن مجید میں ہے۔

یہ چار کام آنحضورﷺ نے کئے ہیں۔ مکی دور میں مسلسل تیرہ برس صرف یہی چار کام ہوتے رہے۔ یہ چار الفاظ قرآن مجید میں چار مختلف مقامات پر آئے ہیں: تلاوت آیات، تزکیہ، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت۔ ذرا غور کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ یہ چاروں کام قرآن کی تعلیم ہی کے مختلف پہلو ہیں۔ قرآن میں اللہ کے احکامات شریعت بھی ہیں، آیات کے ذریعے انسان کی باطنی بیماریوں کا علاج بھی موجود ہے اور پھر حکمت کی اعلیٰ ترین سطح بھی قرآن ہی کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ سارا کام قرآن کے گرد ہی گھوم رہا ہے۔ قرآن ہی کی بدولت عرب قوم کی سوچ، اس کے نقطہ نظر، انداز فکر، اخلاق، کردار، سیرت ہر شے میں تبدیلی آئی جو ایک عظیم انقلاب کا پیش خیمہ بنی۔ اس انقلاب کے اثرات کو باقی رکھنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ قرآن کے ساتھ رشتہ مضبوط رہے۔ چنانچہ جمعہ کا نظام اصل میں اسی تعلیم قرآن پر مبنی ہے۔ سورۃ الجمعہ کی پانچویں آیت میں بنی اسرائیل کے حوالے سے فرمایا گیا کہ: ''مثال اس قوم کی جس پر لادی گئی تھی تورات، پھر انہوں نے اس کو نہیں اٹھایا''۔ یعنی اس ذمہ داری کو ادا نہیں کیا۔ بنی اسرائیل کو اللہ نے جو کتاب دی تھی اس میں ہدایت بھی تھی اور روشنی بھی، لیکن اُس قوم نے اِس نعمت کی قدر نہیں کی اور کتاب کے ساتھ اپنے رشتے کو کمزور کرلیا۔ چنانچہ اب اللہ کی نگاہ میں ان کی کیا حیثیت ہے اس کے بارے میں آگے فرمایا گیا: ''ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہو''۔ عظیم ترین نعمت کی ناقدری کرنے پر اللہ کی نگاہ میں یہ مقام رہ جاتا ہے! اسی لئے قرآن حکیم کے ساتھ مسلمانوں کے تعلق کو برقرار رکھنے اور اس کی ہدایت سے مسلسل فائدہ اٹھانے کے لئے جمعہ کا نظام ترتیب دیا گیا۔

نبی کریمﷺ کے خطبہ جمعہ کی وضاحت صحیح مسلم کی ایک حدیث میں آئی ہے۔ حضرت جابر بن سمورا روایت کرتے ہیں کہ ''نبیﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو اس کے دو حصے ہوتے تھے''۔ یہاں خطبے سے مراد خطبہ جمعہ ہے۔ ''دونوں کے درمیان وہ تھوڑی دیر کے لئے بیٹھتے تھے''۔ یہ اس خطبہ کی ظاہری ہیئت تھی۔ اس میں کیا کہا جاتا تھا، اس کے بارے میں آگے بیان ہے۔ ''وہ قرآن کی آیات پڑھتے تھے اور لوگوں کو تذکیر اور نصیحت فرماتے تھے''۔ یہ ہے خطبہ جمعہ کی غرض وغایت، جس کا ایک معنوی تعلق آنحضورﷺ کے اس عمل کے ساتھ بنتا ہے جو سورۃ الجمعہ کی دوسری آیت میں مذکور ہے۔ یہ کام حضور اکرمﷺ پر آ کر ختم نہیں ہوگیا بلکہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک کل کرہ ارضی پر اللہ کا دین قائم اور غالب نہیں ہو جاتا۔ یہ مشن ہنوز شرمندۂ تکمیل ہے۔ اس انقلابی پیغام کو مسلمانوں کے ذہنوں اور قلب میں راسخ کرنا ہے اور اس کا موثر ترین ذریعہ خطبہ جمعہ ہے۔ آنحضورﷺ کا کوئی ایک معین خطبہ نہیں ہوتا تھا، تاہم خطبہ کے ابتدائی الفاظ کم وبیش ایک جیسے ہوتے جن میں اللہ کی حمد وثنا اور استغفار کا ذکر ہوتا۔ اس کے

بعد قرآن کے مختلف مقامات سے آیات تلاوت کی جاتیں اوران کے حوالے سے تذکیر اور نصیحت ہوتی۔ ہمارے ہاں چونکہ عام آدمی کو عربی سمجھ میں نہیں آتی' لہٰذا قرآن وحدیث کی تعلیمات کے خلاصہ پر مبنی مختلف خطبات مرتب کئے گئے۔ ان میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خطبات نہایت جامع ہیں' جو پورے برصغیر میں عام ہوئے۔ پچھلے 25 برس کے دوران اس مسجد میں جو خطبہ جمعہ آپ کے سامنے آتا رہا ہے' اس کا بڑا حصہ بھی وہی ہے جو انہوں نے مرتب کیا تھا۔ آج میں اسی کی وضاحت کروں گا' تاکہ خطبہ کا ترجمہ آپ کے ذہنوں میں محفوظ ہوجائے۔

آنحضورﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خطیب دو خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھتا ہے۔ پہلے اور دوسرے خطبے میں کیا کہا جاتا ہے' اس میں کوئی خاص تخصیص نہیں ہے۔ دونوں کا مقصد وعظ' تذکیر' یاددہانی' تعلیم ہے۔ ہم یہاں جو خطبہ پڑھتے ہیں' اس کا آغاز ہوتا ہے:

☆اَلْحَمْدُلِلّٰہِ' اَلْحَمْدُلِلّٰہِ: ''کل حمد وثنا اللہ کے لئے ہے۔ کل تعریف اور شکر وسپاس اللہ کے لئے ہے''۔ آج بظاہر تو یہ بات کہہ دی جاتی ہے' لیکن شاید اس کی ہمہ گیریت کو محسوس نہیں کیا جاتا۔ اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اس کائنات میں ہر خیر اور خوبی کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔ اپنے طور پر نہ سورج کے اندر کچھ ہے' نہ چاند اور ستاروں میں۔ آنحضورﷺ نے فرمایا کہ دو کلمات ایسے ہیں جو رب کو پہچاننے اور جاننے کے حوالے سے بہت جامع ہیں۔ ایک سبحان اللہ اور دوسرا الحمدللہ۔ سبحان اللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ ہر کمی' عیب' نقص اور کوتاہی سے پاک ہے۔ کوئی شخص کتنا ہی نیک اور صالح کیوں نہ ہو' اس کی ذات میں کسی نہ کسی اعتبار سے کوئی کمی ضرور ہوگی۔ صرف ایک ذات کامل ہے۔ یہ معرفتِ رب کا پہلا حصہ ہے۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ اس کائنات کے حسن اور کمال کا سرچشمہ وہی ایک ذات ہے۔ اصل شکر اسی کا واجب ہے۔ قرآن مجید میں جہاں انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی گئی ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ ''شکر کرو میرا اور اپنے والدین کا''۔ اس لئے کہ والدین کے دل میں رحمت اور شفقت ڈالنے والی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے!

☆نَحْمَدُہٗ: ''ہم اسی کا شکر ادا کرتے ہیں''۔ روزمرہ کے معمولات میں اس شکر کے ادا کرنے کے طریقے ہمیں نبی اکرمﷺ نے بتائے ہیں کہ کھانا کھاؤ تو اللہ کا شکر ادا کرو' سو کر اٹھو تو اللہ کا شکر ادا کرو' بیت الخلاء سے نکلو تو اللہ کا شکر ادا کرو۔ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ انسان کو جب بھی خیر اور بھلائی پہنچے اس کی زبان سے اللہ کے لئے کلمات شکر جاری ہوجانے چاہئیں۔

☆وَنَسْتَعِیْنُہٗ: ''اور ہم اُسی سے مدد چاہتے ہیں''۔ اللہ ہی سے اعانت طلب کرتے ہیں۔ جب اللہ کی یہ معرفت حاصل ہوجائے کہ حقیقی رازق' مالک' مشکل کشا' حاجت روا وہ ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلنا چاہئے کہ مانگنا ہے تو صرف اسی سے! ہم ہر مشکل میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جو شے بھی مانگنی ہو اس کے لئے اللہ ہی کی طرف دست سوال دراز کرتے ہیں۔

☆وَنَسْتَغْفِرُہٗ: ''اور اس سے بخشش ومغفرت طلب کرتے ہیں''۔ اگر کوئی غلطی اور کوتاہی ہوجائے' کوئی گناہ سرزد ہوجائے' صراط مستقیم سے پاؤں ڈگمگا جائیں تو معافی کے لئے بھی اللہ ہی کی جناب میں رجوع کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی اہم حصہ ہے' جسے سورۂ آل عمران کی آیت 135 میں اس انداز سے بیان کیا گیا کہ: ''اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کوئی کھلا گناہ یا برا کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی۔ اور کون ہے گناہ بخشنے والا سوائے اللہ کے؟'' گناہوں کو بخشنے کا اختیار کسی پوپ' پادری' پیر کے پاس نہیں ہے۔ یہ حق صرف اللہ تعالیٰ ہی رکھتا ہے کہ کس کو معاف کرنا ہے اور کس کو نہیں' ہم استغفار کے لئے صرف دعا کر سکتے ہیں۔ اسی میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ کسی شخص پر حقیقت منکشف ہونے اور صراط مستقیم اختیار کرنے کے فیصلے کے بعد اس سے کوئی کوتاہی اور خطا سرزد ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں رجوع کرنے کی صورت میں ایسے شخص کی استغفار ضرور قبول ہوتی ہے۔ سورۃ النساء کی آیت 17 میں فرمایا گیا: ''ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا اللہ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے جن سے نادانی میں کسی غلطی کا ارتکاب ہوا' پھر وہ توبہ کرتے ہیں جلد ہی''۔ فوری اور سچی توبہ کی شرائط یہ ہیں کہ دل میں پشیمانی کے ساتھ اللہ کے دربار میں استغفار کی جائے' یہ عزم مصمم ہو کہ آئندہ یہ کام نہیں ہوگا اور انسان اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش بھی کرے۔ سورۃ الفرقان کی آیت 70 میں ارشاد ہوا کہ: ''مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کچھ نیک کام کیا' تو اللہ اس کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا''۔

☆وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ: ''اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی پر ہمارا توکل ہے''۔ ایمان کا اصل حاصل یہی ہے کہ اللہ پر یقین کامل اور توکل ہو۔ توکل کا مطلب یہ ہے کہ جب اسباب کے سارے راستے بند نظر آئیں تب بھی یہ یقین ہو کہ اللہ راستہ نکال سکتا ہے۔ قومی سطح پر آج ہم اس سے محروم ہیں۔ اللہ پر توکل کے حوالے سے قرآن مجید اور آنحضورﷺ کی سیرت میں متعدد واقعات ملتے ہیں۔

آج ہم خطبہ جمعہ کا پہلا جملہ ہی مکمل کر پائے ہیں' ان شاء اللہ آئندہ نشست میں اس پر گفتگو جاری رہے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین کی تعلیمات پر ان کی صحیح روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

(ملخص: محمد خلیق)

★★

پریس ریلیز

[illegible]

خواتین کے پردے اور چور کے ہاتھ کاٹ دینے کی اسلامی سزا پر صدر مشرف کا اعتراض قابل مذمت ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح کے بیانات ہمارے حکمرانوں کی طرف سے اسلام کا نیا ایڈیشن پیش کرکے یہود ونصاریٰ کو خوش کرنے کی کوششوں کا حصہ ہے۔ لیکن قرآن نے واضح طور پر بتادیا ہے کہ یہود ونصاریٰ ہم سے ہرگز راضی نہیں ہوسکتے جب تک کہ ان کی مکمل طور پر پیروی اختیار نہ کرلی جائے۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ ہر دور میں ایسے دنیا پرست علماء موجود رہے ہیں جو حکمرانوں کی مرضی کے مطابق دین کا حلیہ بگاڑنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں' لیکن علمائے حق نے تائید ربانی سے ہمیشہ ایسی سازشوں کو ناکام بنادیا۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ بحیثیت مجموعی پوری پاکستانی قوم دینی اعتبار سے زوال کا شکار ہے جس کا عکس حکمرانوں کے طرز عمل میں نظر آتا ہے' لیکن صدر مملکت کو جان لینا چاہئے کہ پاکستانی عوام اپنی تمام تر کوتاہیوں کے باوجود بھی اس انتہا کو نہیں پہنچی کہ وہ انہیں اسلام پر اتھارٹی مان کر ان کی ہر بے تکی بات کو شریعت کے طور پر قبول کرلے۔

قبل ازیں خطاب جمعہ کے عربی متن کی تشریح بیان کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی نے بتایا کہ ہدایت و ضلالت کے حوالے سے اللہ کا قانون یہ ہے کہ وہ بالعموم کسی کو زبردستی ہدایت نہیں دیتا' البتہ جس شخص کو اللہ ہدایت سے نواز دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا تاہم ایک بندہ مومن کو ہر دم اللہ سے ہدایت کی دعا اور نفس اور شیطان کے شر سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔)

سلامتی کونسل کی تشکیل نو اور صدر مشرف کے فتوے

ایوب بیگ مرزا

نواز شریف پاکستان کے وزیر اعظم تھے ۔ انہوں نے عابدہ حسین کو امریکہ میں پاکستان کا سفیر مقرر کیا۔ واشنگٹن میں ایک سرکاری تقریب میں دنیا بھر کے سفرا موجود تھے ۔ ایک سینئر فوجی جرنیل کا عابدہ حسین سے آمنا سامنا ہوگیا جرنیل نے بڑے تحکمانہ لہجہ میں عابدہ حسین سے پوچھا پاکستان ایٹمی صلاحیت کیوں حاصل کر رہا ہے۔ عابدہ حسین نے غیر متوقع طور پر اُسی لہجہ میں جواب دیا کہ پاکستان کو اپنی سلامتی کے لئے اُسی طرح ایٹمی صلاحیت کی ضرورت ہے جس طرح امریکہ کو اپنی سلامتی کے لئے ضرورت ہے۔ سپر قوت کا بڑا جرنیل چھوٹی قوم کے نمائندے سے ایسے جواب کی توقع نہیں رکھتا تھا۔ وہ غصہ سے بھنا اٹھا اور انتہائی متکبرانہ لہجہ میں کہا آپ سن لیں امریکہ امریکہ ہے اور پاکستان پاکستان ہے۔

امریکہ اس وقت ایک اندھے ہاتھی کی مانند ہے جو اپنے راستے میں آنے والی ہر شئے کو کچل دے گا۔ بعد کے حالات نے ثابت کیا امریکا حقیقتاً ایک اندھے ہاتھی کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ افغانستان پر ایک الزام دھرا کسی تحقیق کی ضرورت محسوس نہ کی اور چند مفروضوں کی بنیاد پر حملہ آور ہو کر افغانستان کو تہس نہس کر دیا اور وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والا ایسا اسلحہ اور بارود استعمال کیا کہ نہ صرف ہزاروں افغانی جان سے ہاتھ دھو گئے بے شمار زخمی اور معذور ہو کر معاشرے کے لئے جان سوز مسئلہ بنے بلکہ اب تک اس زہریلے بارود سے بے شمار بیماریاں پھیل رہی ہیں اور بہت سے انسانی جسم معذور اور مفلوج ہو گئے ہیں۔ قوت کا اندھا استعمال عراق میں بھی کیا گیا لاکھوں عراقیوں کا اتنا خون بہایا اور بہا رہا ہے کہ اس خون کو اکٹھا کر کے بہایا جائے تو دجلہ اور فرات کے متوازی خون کا ایک دریا وجود میں آ جائے۔ عراق میں اس اندھے ہاتھی کو چیونٹیاں کاٹ رہی ہیں جس سے اندھا ہاتھی پاگل بھی ہوگیا وہ سوچے سمجھے اور دیکھے بھالے بغیر تباہی پھیلانے پر اتر آیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اُسے عراقیوں کی نہیں عراق کی زمین کی ضرورت ہے جہاں سے نکلنے والے تیل سے وہ دولت حاصل کر سکے اور اس دولت سے اپنے غاصبانہ عزائم کی تکمیل کر سکے۔ علاوہ ازیں گریٹر اسرائیل کے لئے بھی مزید خطہ زمین کی ضرورت ہے وہاں بسنے والے انسانوں کی زندگی کوئی اہمیت نہیں رکھتی وہ غلامی کی زندگی قبول نہیں کر سکتے تو بے شک موت سے ہمکنار ہو جائیں۔

یہ ہاتھی اپنی اندھی قوت محض عسکری سطح پر استعمال نہیں کر رہا بلکہ سیاسی اور سفارتی سطح پر بھی قوت کا اندھا دھند استعمال ہو رہا ہے جب سویت یونین کا شیرازہ بکھرا تھا تو روس کو یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ نو آزاد ریاستوں کے معاملات میں امریکہ مداخلت نہیں کرے گا اور روس ان سے خصوصی تعلقات قائم کر سکے گا۔ مزید برآں روس کی اقتصادی حالت کی بہتری کے لئے امریکہ تعاون کرے گا۔ جس کے بدلہ میں روس امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کے قیام کی کوششوں کو چیلنج نہیں کرے گا۔ بلکہ اس سلسلے میں اپنا بھرپور تعاون پیش کرے گا۔ لہٰذا روس نے بہت سے عالمی معاملات میں امریکہ کی کھلم کھلا حمایت کی۔ لیکن روس کو یہ گلہ رہا کہ چیچنیا کے معاملے میں امریکہ دورخی پالیسی اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ دہشت گردی کے خلاف بنے ہوئے عالمی محاذ کا سرغنہ ہے۔ چیچنیا میں ہونے والے واقعات کی وہ مذمت بھی کرتا ہے۔ لیکن چیچنیا کے باغیوں کی در پردہ مدد بھی کرتا ہے تا کہ روسی افواج وہاں مصروف رہیں اور وہاں اُس کے مالی وسائل بھی خرچ ہوتے رہیں اس طرح عسکری لحاظ سے دوبارہ سپر قوت بن کر امریکہ کے لئے چیلنج نہ بن سکیں اور اقتصادی لحاظ سے بھی اُس کا محتاج رہے۔ شنید ہے کہ روس میں جو سکول کی عمارت میں بچوں اور اساتذہ کو یرغمال بنایا گیا تھا اس کی ماسٹر مائنڈ CIA تھی (واللہ اعلم) تا کہ ایک طرف مسلم عسکریت پسندوں کو دنیا بھر میں بدنام کیا جا سکے کہ وہ اتنے گھٹیا ذہنیت کے حامل ہیں کہ سکول کے معصوم بچوں کی جانوں سے کھیل جاتے ہیں اور دوسری طرف روس کو یہ باور کرایا جا سکے کہ ابھی اُسے روس کے اندر گھمبیر مسائل درپیش ہیں۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ امریکہ نے روس کو یہ پیشکش کی تھی کہ اسکول کے یرغمالی بچوں کی جان بچانے میں وہ اُن کی عملی مدد کر سکتا ہے۔ مطلب واضح تھا کہ ابھی تم اندرونی معاملات کو نمٹانے کے سلسلے میں ہماری مدد کے محتاج ہو لہٰذا دوبارہ عالمی سطح پر سپر قوت بننے کا مت سوچو۔ بلکہ بے چوں و چرا ہماری فرمانبرداری کرو۔ روس اس صورت حال کو بادلِ نخواستہ اور بہ امر مجبوری قبول کئے ہوئے تھا کہ امریکہ نے ایک قدم اور آگے بڑھایا ایک مرتبہ پھر عہد شکنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوکرائن کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی اور اس درجہ مداخلت کی کہ وہاں امریکہ دوست حکومت بنانے میں کامیاب ہوگیا جس پر روس کا صدر پیوٹن بڑا سیخ پا ہوا اور اب اِدھر اُدھر بھاگم بھاگ کر اپنے عوام کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

2003ء میں جب امریکہ نے عراق پر بے بنیاد الزامات لگا کر حملہ کیا تو اس سے پہلے اُسی سطح کا ایک عالمی اتحاد بنانے کی کوشش کی جو اس نے افغانستان پر حملہ کرتے وقت بنایا تھا لیکن اب حالات اور واقعات میں زمین و آسمان کا فرق تھا اُس وقت نائن الیون کا ڈرامہ نیا نیا رچایا گیا تھا امریکہ کو عالمی سطح پر ہمدردی حاصل تھی پھر یہ کہ بنیاد پرست اسلامی ریاست ساری غیر مسلم دنیا بشمول چین کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی۔ مسلمان ممالک کے سیکولر ذہن کے حکمران بھی لرزاں تھے کہ یہ لہر اُن کے ملک کا رخ نہ کر لے۔ لہٰذا امریکہ عالمی سطح پر طالبان مخالف اتحاد بنانے میں بڑی آسانی سے کامیاب ہوگیا لیکن عراق پر حملہ کرتے وقت حالات مختلف تھے۔ روس کے عراق میں اپنے مفادات تھے اس نے وہاں بہت بڑی سطح پر سرمایہ کاری کی ہوئی تھی۔ یورپ سمجھ رہا تھا کہ امریکہ تیل کی دولت کا بلا شرکت غیرے مالک بننا چاہتا ہے اس سے اُن کے تجارتی مفادات مجروح ہوں گے۔

مسلم ممالک یہ سمجھنے لگے کہ ایک ایک کر کے مسلمان ممالک کو تباہ و برباد کرنے کے لئے منتخب کیا جا رہا ہے خصوصاً عرب ممالک خوفزدہ تھے کہ امریکہ براہ راست قبضہ کر کے اُن کے تخت و تاج اچھال دے گا۔ اگرچہ وہ اس پوزیشن میں نہیں تھے کہ بآواز بلند کوئی احتجاج کر سکیں۔ بہر حال اُن کا رجحان بھی کچھ مخالفانہ تھا اگرچہ زبانیں گنگ اور ہاتھ بندھے ہوئے تھے صرف یہ دست بستہ عرض کیا گیا کہ ”اے ہماری کرسی کے محافظ ہماری عوام اگرچہ بے زبان ہے لیکن خون مسلم کی اس ارزانی پر کہیں وہ جنونی نہ ہو جائے جس سے اس خطے میں آپ کے عظیم ملک کی مفادات کی مناسب نگہداشت نہیں ہو سکے گی“۔ قصہ کوتاہ چین و روس کی مخالفت کی وجہ سے اور یورپ کی تقسیم ہونے کی وجہ سے

عراق پر حملہ کے لئے امریکہ کوئی عالمی اتحاد بنانے میں ناکام رہا اور تو اور وہ اقوام متحدہ جو اٹھاون سال سے امریکی کنیز کا رول ادا کر رہی تھی۔ وہ باغی ہوگئی یا دوسری قوتوں کی مخالفت کی وجہ سے باغی ہونے پر مجبور ہوگئی۔ بہر حال امریکہ نے اس نافرمانی کا سخت برا مانا اور کوفی عنان کے اس بیان کو کبیرہ جرم قرار دیا کہ امریکہ کا عراق پر حملہ ناجائز تھا۔ اس حکم عدولی پر اندھے ہاتھی نے کوفی عنان پر مالیاتی بدعنوانی کا الزام لگا دیا اور اُس کے خلاف میڈیا میں مہم شروع کردی۔ بہر حال امریکہ اپنی زور آوری کے نتیجہ میں یہ طے کرانے میں کامیاب ہوگیا ہے کہ اقوام متحدہ کے اہم ترین ذیلی ادارے سلامتی کونسل کی از سرِ نو تشکیل کی جائے یہ خواہش بالکل واضح نظر آتی ہے کہ امریکہ کو عراق پر حملہ کے لئے اجازت میں جو شے رکاوٹ بنی ہے اُسے دور کیا جائے تاکہ مستقبل میں ایسی کوئی صورت حال پیدا نہ ہو کہ سپریم قوت اس عالمی ادارے کو عین اپنے مفاد کے مطابق اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے استعمال نہ کر سکے۔

راقم کی رائے میں سلامتی کونسل کی تشکیل نو میں اہم ترین نکتہ یہ ہوگا کہ دہشت گرد ریاست پر (Pre-emtive attack) پیشگی حملے کی صورت میں اقوام متحدہ کے تمام ارکان پر لازم ہوگا کہ وہ اپنی فوج کو کسی بڑے ملک کی قیادت میں وہاں بھیجیں اور ایسا کرنے سے انکار کرنے والے ملک یا ممالک کے خلاف مختلف نوعیت کی پابندیاں عائد کی جائیں یہاں تک کہ اُسے بھی دہشت گرد ریاست کا ساتھی تصور کر کے جارحیت کا نشانہ بنایا جا سکے۔ بالفاظ دیگر امریکہ اقوام متحدہ اور اس کے ذیلی ادارے کے توسط سے اپنی عالمی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔

راقم کی رائے میں امریکہ کو برطانیہ کینیڈا' اسرائیل' جاپان' آسٹریلیا اور جنوبی کوریا اور بعض دوسرے ممالک کی حمایت یقیناً حاصل ہوگی۔ بھارت کھلم کھلا سودے بازی کر رہا ہے اگر اُسے ویٹو پاور کے ساتھ سلامتی کونسل کا مستقل رکن بنا دیا جائے تو وہ اس تشکیل نو کا زبردست حمایتی ہے۔ یورپ' روس اور چین ایسی تشکیل نو کے سخت مخالف ہیں جس سے امریکہ سلامتی کونسل کو مکمل طور پر اپنے قابو میں لے آئے۔ یورپ امریکہ کی بالادستی سے خوف زدہ ہے وہ جانتا ہے کہ سیاسی بالادستی کو اقتصادی لوٹ مار کے لئے استعمال کیا جائے گا اور غلبہ اُسی کا ہوگا جس کی مالی حیثیت مضبوط ہوگی۔ البتہ اسلامی عسکریت پسندی سے امریکہ اور یورپ دونوں خوفزدہ ہیں اور کوئی ایسا عالمی ادارہ قائم کرنا چاہتے ہیں جس کے پاس دہشت گردوں کے خلاف موثر کارروائی کے لئے قوت نافذہ ہو۔ امریکہ اسلامی دہشت گردی کا اتنا زیادہ شور اس لئے مچاتا ہے کہ وہ یورپ کو خوف زدہ کر کے سلامتی کے حوالہ سے اپنا محتاج رکھ سکے۔

روس اور چین اپنا مقام اپنی عسکری قوت اور آبادی کے حوالہ سے بنانا چاہتے ہیں۔ اور وہ امریکہ کی پورے زور سے مزاحمت کر رہے ہیں۔ ہم پاکستانیوں نے اپنی خصوصی جگہ بنانے کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کی اور نہ کسی بھی حوالہ سے اپنے لئے کوئی مقام پیدا کیا ہے۔ البتہ قدرت ہماری مدد کو آئی ہے اس نے جغرافیائی لحاظ سے ہمیں ایسا خطہ دیا ہے کہ انہیں مجبوری ہے کہ کچھ نہ کچھ اہمیت ہمیں بھی دی جائے لہٰذا امریکہ نے اس شرط کے ساتھ کہ صرف ہم اسلامی عسکریت پسندوں کو ہی نہیں محض اسلام پسندوں کو بھی کھڈے لائن لگائیں گے ہمیں کچھ اسلحہ جس میں ایف 16 بھی شامل ہیں دینے کے لئے رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ پیپلز پارٹی سے رابطوں کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مشرف نے اگرچہ پاکستان کو امریکی گروپ سے منسلک کرنا ہے لیکن وہ یورپین گروپ سے بھی اٹھکیلیاں کر رہے ہیں' یہ بات نوٹ کرنے کے قابل میں ہے کہ صدر مشرف نے مفتی مشرف بن کر اپنے حالیہ دورے میں کچھ فتوے دیئے ہیں تو وہ امریکہ کے دورے کے بعد برطانیہ اور فرانس کے دورے کے دوران دیئے ہیں۔ انہوں نے یورپ کو تاثر دیا ہے کہ پاکستان کی اکثریت خصوصاً منکہ پرویز ولد مشرف سیکولر ذہن کے حامل ہیں اور وہ مذہبی جنونیوں کا جلد پاکستان سے خاتمہ کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں مذہبی جنونی عورتوں کو پردہ کروانا چاہتے ہیں اور انہیں گھروں میں بند کرنا چاہتے ہیں میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔

جہاں تک عورت کے پردے کا تعلق ہے راقم کی رائے میں سرسری اور معمولی اختلافات کے ساتھ مسلمانوں کے کسی بھی مسلک میں بے پردگی کی اجازت قطعی طور پر نہیں ہے۔ پرویز مشرف نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ وہ کسی بھی مذہبی جنونی سے بہتر مسلمان ہیں۔ پرویز مشرف صاحب سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان بہتر ہو یا بدتر قرآن حکیم پر ایمان کی بنیاد پر مسلمان کہلاتا ہے اور قرآن حکیم میں پردے کے واضح احکامات ہیں کیا پرویز مشرف پر الگ طور پر کچھ اور نازل ہوا ہے جس کی بنیاد پر وہ عورت کو پردے سے آزاد قرار دے رہے ہیں۔ رہا سوال عورتوں کو گھر میں بند کرنے کا تو بدنیت لوگوں کا طرز عمل ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ خود سے کوئی بات گھڑ کر اسلام سے منسوب کر دیتے ہیں اور پھر بے ہودہ تنقید شروع کر دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے مرد اور عورت کا الگ الگ دائرہ کار مقرر کیا ہے عورت کا دائرہ کار گھر کے اندر ہے لیکن اسے گھر میں قید نہیں کیا گیا وہ اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے البتہ بلاوجہ کی آوارہ گردی سے عورتوں کو روکا گیا ہے کہ وہ گھروں میں قرار پکڑیں۔

صدر مشرف نے ایک اور فتویٰ بھی دیا ہے کہ وہ چوروں کے ہاتھ نہیں کاٹ سکتے۔ اس طرح تو قوم کا بڑا حصہ لنڈا ہو جائے گا۔ دین و مذہب سے صدر مشرف کا جتنا تعلق ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں البتہ وہ اپنی پاکستانیت کے بڑے دعویدار ہیں۔ لیکن یہ کہہ کر کہ قوم لنڈی ہو جائے گی اور انہوں نے دیار غیر میں قوم کی توہین کی ہے۔ دوسرے الفاظ میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم سب چور ہیں۔ کون احمق کہتا ہے کہ اس باطل نظام میں اسلام کی تعزیرات کو زبردستی فٹ کر دیا جائے۔ مفسر قرآن اور دانشور و مفکر ڈاکٹر اسرار احمد کا یہ قول زریں الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے کہ اگر ہم باطل نظام میں چور کی سزا ہاتھ کاٹنا مقرر کر دیں گے تو گویا ہم حرام خور سرمایہ پرستوں کو تحفظ فراہم کریں گے۔ اسلام کا نظامِ عدل اجتماعی اگر عملاً نافذ ہو' اور ریاست فرد کی کفالت کی ذمہ دار ہو۔ تب چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ثابت ہوگی اور نادان لوگ کیا جانیں ایسی صورت میں چوری کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔

سوال یہ ہے کہ آپ کو کیا ضرورت پیش آئی کہ آپ غیر مسلم ممالک میں جا کر اسلامی شریعت کا مذاق خود بھی اڑائیں اور دوسروں کو بھی موقع دیں۔ یورپ کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ امریکہ سے فاصلے بڑھانا چاہتا ہے لیکن یہ نہیں چاہتا کہ اس دوری سے دہشت گردوں کے حوصلے بڑھ جائیں۔ آپ یورپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پاکستان کا اور میرا اسلامی شریعت سے کوئی تعلق نہیں یاد رکھئے جتنا چاہیں اسلام اور مسلمانوں کو اُن کے سامنے برا بھلا کہہ لیں وہ قوت کے نئے مرکز میں آپ کو کوئی جگہ دینے کو تیار نہیں ترکی کی مثال آپ کے سامنے ہے یورپین یونین میں داخل ہونے کے لئے کیا کیا پاپڑ اس نے بیلے کہاں کہاں ناک رگڑی لیکن یورپ ٹس سے مس نہیں ہوا کیونکہ آپ کا نام مسلمانوں جیسا ہے۔

راقم کا تجربہ ہے کہ جب کسی مسلمان نے اسلامی شریعت کے خلاف ہرزہ سرائی کی تو لازماً عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔ کتنا وقت لگا تھا یہ کہنے والا کا کہ تھوڑی سی پیتا ہوں اور پھر تارا مسیح کے ہاتھوں عبرت ناک انجام تک پہنچ گیا۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنے الفاظ واپس لئے جائیں اللہ سے معافی مانگی جائے۔ جتنی خدمت امریکہ کی کی ہے اتنی اللہ کے دین کی ہوتی تو جو مقام پاکستان کو دلانے آپ مارے مارے پھر رہے ہیں اس سے کہیں بڑا اور اعلیٰ مقام آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔

[illegible]

شیخ محمد سلیم صاحب رفیق تنظیم اسلامی فیصل آباد کے والد محترم انتقال کر گئے ہیں۔ رفقاء واحباب سے اُن کے حق میں دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

تحریک کی ناکامی کے مجرم

سید قاسم محمود

● "تحریک ریشمی رومال" کے بانی حضرت شیخ الہند بہت زیادہ حسنِ اعتماد رکھتے تھے اور بعض ایسے افراد کو اپنا مشیر کار بنایا ہوا تھا جو کہ خفیہ طور پر انگریز کے جاسوس تھے اور ظاہری طور پر حضرت شیخ کے معتقد اور فدائی بنے ہوئے تھے۔ حضرت شیخ خود فرمایا کرتے تھے کہ "من از بیگانگاں ہر گز نہ نالم' کہ بامن کرد آنچہ آشنا کرد"۔ انگریز کے یہ جاسوس ہی تحریک کی ناکامی کا سبب بنے۔ درحقیقت جو لوگ حضرت شیخ کے ساتھ تھے اور انگریز کی سی آئی ڈی کے تنخواہ دار تھے' اُن کی زندگیاں ہی اُن کے کرتوتوں کی شاہد ہیں۔ اُن کے کردار اور زندگی کے حالات سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ پکے غدار تھے:

(1) شیخ الہند کی خصوصی مجلس کے ایک رُکن تھے۔ اُن کے بارے میں لوگوں نے حضرت شیخ کو آگاہ بھی کیا' لیکن حضرت کی خوش اعتمادی کا یہ عالم تھا کہ آخر زندگی تک اُن کو ساتھ رکھا' بلکہ اپنی ایک عزیزہ سے ان کا عقد بھی کرا دیا۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ نے بھی اُن کی صفائی بیان کی ہے' لیکن ان کی زندگی اور حالات بتاتے ہیں کہ وہ یقیناً جاسوس تھے۔ ان کا وطن پشاور ہے۔ یہ کاکا صاحب کی درگاہ کے متولیوں کے خاندان سے ہیں۔ دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ تحریک میں پہلے دیوبند' پھر مالٹا میں حضرت کے ساتھ رہے اور پھر آخر رہائی کے بعد بھی ساتھ ہی رہے۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ یہ صاحب جاسوس تھے۔

(2) مصر کی عدالتی کارروائی سے پتا چلتا ہے کہ دیوبند اور دہلی کے ان خصوصی اور خفیہ مجلسوں کے پورے حالات انگریز کو معلوم ہوتے ہیں' جن میں یہی حضرات شریک ہوتے تھے۔ مولانا محمد علی' مولانا شوکت علی' مولانا آزاد' گاندھی جی' موتی لال نہرو' مہندر پرتاپ' برکت اللہ ہردیال' مولانا عبیداللہ سندھی' مولانا ہادی حسن' مولانا محمد میاں انصاری' اور مولانا عزیز گل۔ اب ان حضرات میں سے تو کسی پر بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ان حضرات نے اپنی زندگیاں انگریز کی مخالفت میں خرچ کر دیں اور مصائب و آلام برداشت کئے۔

(3) حضرت شیخ جب مالٹا سے واپس بمبئی پہنچتے ہیں تو جہاز پر ہی آپ کو ایک سی آئی ڈی کا مولوی ملتا ہے اور ایسی باتیں بتاتا ہے جو مالٹا کے قید خانے میں ان تین حضرات کے مابین ہوئیں' یعنی شیخ الہند' مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا عزیز گل' کیونکہ مولانا وحید الزمان چوتھے قیدی پہلے ہی انتقال کر چکے تھے۔ ان تین حضرات کی باتیں انگریز تک پہنچانے والا ان تین حضرات میں سے کوئی ایک ضرور ہے۔ وہ کون ہے؟

(4) ان مولوی صاحب کی معاشرتی زندگی ایک دولت مند کی سی رہی ہے۔ خورد و نوش اور دوسرے لوازمات زندگی امیرانہ رہے' اور بظاہر آمدنی کبھی اتنی زیادہ نہیں رہی جس سے امیرانہ زندگی بسر کی جاسکے۔ یقیناً کوئی خفیہ ذریعۂ آمدنی رہا ہے۔

(5) امیر احمد خان نامی ایک صاحب تھے جو اٹک کے رہنے والے تھے۔ دیوبند میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ انگریز نے اُن کو خرید لیا۔ تین سال ہندوستان میں جاسوسی کا کام کیا۔ پھر انگلینڈ میں سراغ رسانی کا امتحان دیا' اور دوسرے ممالک میں انگریز کی جاسوسی کا کام کرتے رہے۔ جرمنی' روس' جاپان میں کام کیا۔ آخر ترکی میں متعین ہوئے تو خیالات میں تبدیلی آئی۔ انگریز سے باغی ہو کر مستعفی ہو گئے۔ انگریز نے ہندوستان میں داخلہ بند کر دیا۔ آپ جاپان چلے گئے۔ وہاں ایک اخبار نکالا۔ اس دوران میں سوبھاش چندر بوس جاپان گئے۔ ان سے شناسائی ہوگئی۔ انہوں نے واپس آ کر ان کے لئے کوشش کی تو ان کو ہندوستان آنے کی اجازت مل گئی۔ کچھ عرصہ سوشلسٹ پارٹی میں کام کیا۔ دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو انگریز حکومت نے اُن کو اپنے گاؤں میں پولیس کی نگرانی میں پابند کر دیا۔ پھر گرفتار کر کے لاہور چھاؤنی لائے اور یہاں سے لاپتہ کر دیا۔ کچھ عرصے بعد وارثوں کے شور مچانے پر اعلان کر دیا کہ وہ پولیس کی نگرانی میں جہلم کے قریب چلتی گاڑی سے کود کر فرار ہو گیا۔ خدا معلوم' کہاں گیا۔ مولانا سندھی لکھتے ہیں کہ "اِن سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتلایا کہ جب ہندوستان میں جاسوسی کا کام کرتا تھا تو اُس زمانے میں دیوبند سے وابستہ بہت سے مولوی یہ کام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ میں خود ایک مولوی صاحب کے ذریعے اس کام میں تھا۔ انہوں نے اس مولوی کا نام بھی بتایا۔ وہ عیدگاہ دیوبند کے خطیب تھے۔ یہ بھی بتلایا کہ ایک مولوی صاحب جو پشتو بولتے تھے اور میرے ساتھ پشتو میں بات کرتے تھے۔ پہلے تو مجھے اُن کا علم نہ تھا' لیکن جب میں اس کام پر مقرر ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی یہی کام کرتے تھے' اور ان کے ذمے اہم کام ہوتے تھے۔ ان کا نام بھی انہوں نے بتلایا۔ یہ صاحب کاکا خیلی تھے۔ جب میں انگلینڈ گیا تو اُن کے دو خط بھی میرے نام گئے۔

(6) ایک اور انگریز کا جاسوس دیوبندی مولوی صاحب خطیب عیدگاہ دیوبند ہیں۔ یہ مولوی صاحب اگرچہ مرکزی مجلس انتظامیہ کے رکن تو نہ تھے' لیکن تحریک کے کئی شعبوں سے وابستہ تھے۔ اس لئے یہ کافی کام کر سکتے تھے۔ امیر احمد خان کا بیان ہے کہ میں ویسے تو اپنی رپورٹ دہلی میں پہنچاتا تھا' مگر گرمیوں میں شملہ جانا پڑتا تھا تو میں راستے میں انبالہ میں مولوی صاحب کے پاس ٹھہرا کرتا تھا' کیونکہ مولوی صاحب مذکورہ انبالہ میں چھاؤنی کی جامع مسجد کے خطیب تھے۔ بعض دفعہ مولوی صاحب بھی میرے ساتھ جاتے تھے اور شملہ جا کر علیحدہ ہو جاتے تھے' کیونکہ ہمیں ایک دوسرے کو بھی اپنی باتیں بتلانا اور پہچان کرانا منع تھا۔ وہ اپنی رپورٹ علیحدہ پیش کرتے تھے اور میں علیحدہ۔ انہیں میری رپورٹ کا علم ہوتا تھا نہ مجھے ان کی رپورٹ کا۔

(7) چکوالی مولوی صاحب چکوال کے رہنے والے تھے اور لاہور میں محاذ تحریک کے قائد تھے۔ مولانا عبیداللہ سندھی کا بیان ہے کہ جاسوس کے طور پر تحریک میں شریک تھے۔ حقیقت بھی یہی نظر آتی ہے' اس لئے کہ اُن کو حکومت لوگوں کے دکھانے کو (جھوٹ موٹ) گرفتار کرتی ہے اور پھر جلد ہی رہا کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر یہ جاسوس نہ ہوتے تو تحریک کے فعال کارکن تھے' نہ معلوم کتنے سال جیل میں رہتے۔ مولانا احمد اللہ پانی پتی ایک سادہ لوح بزرگ تھے۔ اُن کو حکومت گرفتار کرتی ہے۔ وہ سختی اور تشدد کے باوجود تحریک کے متعلق کوئی بات بھی نہیں بتلاتے' مگر ایک دن یہی چکوالی مولوی صاحب جیل میں تنہائی میں اُن کے پاس بیٹھتے ہیں اور دیوار کے پیچھے سے سی آئی ڈی اور فوجی افسروں کو بٹھاتے ہیں اور اُن سے فرداً فرداً ایک ایک بات کا اقرار کراتے ہیں کہ دیکھئے' ہم نے وہ معاملہ اس طرح کیا تھا اور فلاں اسکیم اس طرح بنائی تھی۔ جب مولانا احمد اللہ سب باتوں کا اقرار کر چکتے ہیں تو افسر سامنے آ جاتے ہیں۔ درمیان میں صرف ایک پردہ تھا۔ فوجی افسروں نے وہ پردہ اٹھا کر مولانا احمد اللہ سے کہا کہ آپ تو ان باتوں کے منکر تھے اور لاعلمی ظاہر کرتے تھے۔ اب بے چارے مولانا احمد اللہ بری طرح پھنس چکے تھے' معافی مانگ کر ہمیشہ کے لئے

سیاسیات سے علیحدہ ہو گئے اور آخر تک علیحدہ رہے۔

اس واقعے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا کوئی مجبور آدمی اس طرح دوسروں کو گرفتار کر سکتا ہے؟ یہ تو ہو سکتا ہے کہ خود مولانا صاحب خود اپنی مجبوری کی وجہ سے اپنے جرم کا اقرار کرتے اور معافی مانگتے۔ مگر ایک دوسرے آدمی سے اس طرح اقرار کرانا' یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ مولوی صاحب ان واقعات کی رپورٹ پیش کرنے کے بعد اس کی تصدیق اس طرح ایک دوسرے رکن تحریک سے کرانا چاہتے تھے کہ میں نے جو رپورٹ حکومت کو دی ہے' وہ ٹھیک ہے' اور اس کے ثبوت میں یہ ساری کارروائی عمل میں لائی گئی' ورنہ ایک مجرم کو تو اپنے معاملات سے تعلق ہوتا ہے' نہ کہ دوسرے لوگوں کے جرائم کی شہادتیں بھی۔ بہر حال چکوالی مولوی صاحب کی صاحب زادی مولانا احمد علی لاہوری کے عقد میں تھیں۔ گویا وہ مولانا احمد علی صاحب کے خسر تھے۔

(8) انہی لوگوں میں سے ایک قندھاری مولوی صاحب بھی تھے۔ آپ دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔ آپ شیخ الہند کی تحریک کے رکن بن کر قبائل میں جا کر تبلیغ جہاد کا کام کرتے رہے' لیکن تعجب ہے کہ جب ریشمی خط پکڑا جاتا ہے اور راز فاش ہوتا ہے تو انگریز دباؤ ڈال کر امیر حبیب اللہ خان سے کابل کے سب انقلابیوں کو گرفتار کراتا ہے تو قندھاری مولوی صاحب نہ صرف یہ کہ گرفتار ہی نہیں کئے جاتے' بلکہ مشیر امور خارجہ مقرر کیا جاتا ہے۔ حبیب اللہ خان اس وقت انگریز کی مرضی و منشا کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ پھر ان مولوی صاحب کو تو ایک ایسا عہدہ دیا گیا جو کہ انگریز اور افغان حکومت کے درمیان رابطے کا درجہ رکھتا تھا۔ چنانچہ اُن سے یہی کام لیا جاتا تھا کہ افغان حکومت نے کوئی بات انگریز حکومت سے منوانی ہوتی تو ان قندھاری مولوی صاحب کی وساطت کے بغیر منظور نہ ہوتی تھی۔ اسی طرح انگریز کو جو بات افغان حکومت سے منظور کرانی ہوتی تو قندھاری مولوی کو واسطہ بنایا جاتا۔

(9) مولانا چاند پوری کا نام بھی انگریز کے جاسوسوں میں شامل ہے۔ مولانا سندھی کا کہنا ہے کہ مولانا نے پہلے تو وہاں حجاز میں کچھ ایسی حرکتیں کیں' کہ جن سے مقصد یہ تھا کہ ترکی حکومت حضرت شیخ الہند سے بدظن ہو کر اُن کو گرفتار کر لے۔ چنانچہ جدہ سے کچھ ایسے مشکوک خطوط حضرت شیخ کی خدمت میں لکھ کر بھیجے کہ اگر غالب پاشا مداخلت نہ کرتا تو شاید مدینہ کی حکومت آپ کو گرفتار کر لیتی۔ وہاں تو یہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوئے۔ یہاں کا معاملہ سارا پہلے بھی انگریزوں کو پہنچاتے رہتے تھے اور اب بھی پوری رپورٹ حجاز کی تحریک کی پیش کی' اس لئے کہ ان کے ساتھ ہی مولوی محمد میاں جب خط لکڑی کی چڑی میں لے کر آتے ہیں تو بمبئی گورنمنٹ کو کوئی خبر نہ تھی۔ لیکن ان مولوی صاحب کے پہنچتے ہی دیوبند اور نانوتہ میں ان لوگوں کے گھروں میں چھاپے پڑتے ہیں' جن کا علم حضرت شیخ کے سوا صرف ان دونوں کو تھا۔ اس کا اور کسی کو پتہ ہی نہ تھا۔ (یہ مولانا سندھی کا بیان ہے)۔

(10) دوسری قسم اُن کمزور لوگوں کی ہے جو انگریز سے ڈر کر حالات بتاتے رہے۔ ان میں حبیب اللہ خان والیٔ افغانستان اول نمبر پر آتے ہیں' کیونکہ اتنے بڑے آدمی سے یہ توقع نہ تھی' لیکن وہ انگریز کے ڈر سے کچھ انگریز کو بتا دیتے تھے۔ دوسرے عنایت اللہ خان ابن حبیب اللہ خان ہے جس کو انگریز نے ولی عہدی کا لالچ دے کر اپنا ہم نوا بنا لیا تھا۔ درحقیقت ولی عہد سردار نصر اللہ خان تھا' لیکن وہ انقلابیوں سے مل گیا تھا' اس لئے انگریز نے مدینہ منورہ سے ایک صاحب کو پیر بنا کر افغانستان بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر خوب پیری مریدی چمکائی اور عنایت اللہ خان کو اپنا مرید بنا لیا اور اس کو یہ خواب سنایا کہ مجھے خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے' اور انہوں نے فرمایا ہے کہ انگریز سے جنگ میں مسلمانوں کو نقصان ہوگا' لہٰذا انگریز سے جنگ نہ کرنی چاہئے اور حبیب اللہ خان کے بعد اس کا بیٹا عنایت اللہ خان امیر ہوگا۔ لوگ خواہ مخواہ نصر اللہ کا نام لیتے ہیں۔ یہ خواب سنا کر عنایت اللہ کو اپنا ہم نوا بنا لیا اور اس طرح اس کو انقلابیوں سے الگ کیا اور ولی عہد کا لالچ دیا۔ اس کے بعد عنایت اللہ انگریز کا دوست بن گیا اور افغانستان میں جو جو منصوبے تیار ہوتے ان کی اطلاع انگریز کو کرتا رہتا۔ اس کا یہ پیر وہاں ''ملا چہار باغ'' کے نام سے مشہور ہوا۔ اس لئے حبیب اللہ خان نے جب انگریز کے اشارے پر انقلابیوں کو گرفتار کیا تو امان اللہ خان نے جو کہ ان انقلابیوں سے ملا ہوا تھا' اپنے والد حبیب اللہ خان کو قتل کرا کے خود تختِ حکومت پر قابض ہو گیا اور انقلابی لیڈروں کو رہا کر کے اپنا مقرب بنا لیا' اور انگریز پر حملہ کر کے افغانستان کو آزاد کرایا۔

(11) جو کالج میں پڑھنے والے نوجوان افغانستان ہجرت کر گئے تھے۔ اُن میں سے چند گرفتار ہوئے اور ہندوستان لائے گئے۔ ان میں میاں عبدالباری بھی ہیں جو قیام پاکستان کے بعد پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ان سے حکومت نے معافی کا وعدہ کر کے سب کچھ معلوم کر لیا۔ خصوصاً ان کے رشتہ دار سر محمد شفیع تھے۔ اُن کے دباؤ اور لالچ میں آ کر یہ غریب ناتجربہ کار طلبہ سب کچھ بتا کر رہا ہو گئے۔

(12) مولوی محمد علی قصوری بڑے سرگرم کارکن تھے لیکن گرفتاری کے بعد کمزوری دکھائی اور سب راز بتا کر رہا ہو گئے۔

(13) مولوی عبدالقادر قصوری نے بھی معافی مانگی اور تحریک کی راز کی باتیں بتا کر جان چھڑائی اور سیاسیات سے دست کش ہو گئے۔

(14) قاضی مسعود شیخ الہند کے داماد تھے اور ناتجربہ کار نوجوان۔ ڈاکٹر انصاری نے اُن کو حج کے موقع پر حج کے بہانے ایک ہزار روپیہ شیخ الہند کے لئے دے کر بھیجا۔ شیخ نے واپسی کے وقت اُن کو اپنا عزیز جان سمجھ کر بعض اہم امور بتلا دیئے۔ جن کے متعلق ان کو زبانی ہدایات دیں کہ ہندوستان مراکز میں پہنچا دیں۔ ہندوستان پہنچتے ہی قاضی صاحب کو گرفتار کر لیا گیا اور ان پر دو پولیس افسر مقرر ہوئے جو تجربہ کار، شاطر زمانہ تھے۔ انہوں نے سب کچھ معلوم کر لیا اور دو ماہ کے بعد چھوڑ دیا۔

غرضیکہ اسی طرح کے کمزور قسم کے لوگ اور پہلی قسم کے غدار تحریک کی ناکامی کا ذریعہ بنے۔ ورنہ جو لوگ راسخ العقیدہ تھے' انہوں نے مصائب برداشت کئے' لیکن تحریک کا راز کسی کو نہ بتلایا' جیسے مولانا محمد علی' مولانا شوکت علی' مولانا آزاد' مولانا عبدالرحیم لائل پوری' مولانا ہادی حسن وغیرہ۔ ان لوگوں نے دورانِ جنگ میں قید و بند کی تکالیف برداشت کیں' لیکن تحریک کا راز نہ اگلا۔

تحریک کی ناکامی کے سلسلے میں تمام مذکورہ اشخاص کے ناموں کی تحقیق علمی لحاظ سے حضرت مولانا عبیداللہ سندھی نے کی ہے اور اپنی ''ذاتی ڈائری'' میں قلم بند کی ہیں۔

اب یہاں ''تحریک ریشمی رومال'' کا بیان ختم ہوا۔ اس سلسلۂ مضامین کے لئے ہم نے مولانا عبیداللہ سندھی' مولانا حسین احمد مدنی' مولانا عبدالرحمٰن' ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری' ڈاکٹر محمد ایوب قادری' اور مولانا غلام رسول مہر کی قابل قدر تصانیف سے استفادہ کیا ہے۔

آئندہ شمارے میں ''اسلامی تحریکاتِ احیائے و تجدید'' کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے ''تحریک ریشمی رومال'' کے بعد کی تحریک پر روشنی ڈالی جائے گی۔

(جاری ہے)

ضرورت رشتہ

لاہور میں رہائش پذیر MSc' ایم فل' 24 سالہ باپردہ لیکچرار بیٹی کے لئے موزوں رشتہ مطلوب ہے۔

رابطہ: سردار اعوان فون: (042)5869501-03

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان' نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان!
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان!

پردہ

شوکت ایاز

سن مجھ سے شعور جگر افگار کا قصہ
اب اور کہانی کوئی آتی نہیں مجھ کو

اسلامی احکام کی رو سے عورت اور پردہ لازم وملزوم ہیں اور یہ ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جسے کوئی بھی مسلمان عورت جھٹلا نہیں سکتی۔ خالق کائنات نے اس وجود نازنیں کو غیروں کی نگاہ سے محفوظ رکھنے اور تحفظ عصمت کے لئے پردے کا جو قانون دیا ہے بلاشبہ یہ اس کے لئے بہت بڑا انعام اور احسان عظیم ہے۔ لغت کی رو سے عورت کا معنی یہ نکلتا ہے "بدن کا وہ حصہ جس کا ننگا کرنا شرم کی بات ہے۔" معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت کی تعریف ہے یعنی:

عورت شرم وحیا کا مجسمہ
عورت عفت وعصمت کا مرقع ہے
عورت پیکر تنویر وجمال ہے
عورت خوبصورتی ورعنائی کا نام ہے
عورت قدرت کا حسین انعام ہے اور بقول اقبال"
وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

تو واضح ہوا کہ اس سراپا حسن وجمال کی یہ خوبیاں ہی اس سے پردے کی متقاضی ہیں اور قرآن وحدیث میں بھی اسے بار بار یہی حکم دیا گیا ہے۔ پردہ' پردہ اور صرف پردہ کیونکہ

☆ پردہ عورت کی عفت وعصمت کا امین ہے۔
☆ پردہ عورت کے وجود کا بہترین محافظ ہے۔
☆ پردہ عورت کے تقدس کی علامت ہے۔
☆ پردہ عورت کا حسن اور پردہ میں ہی عورت محفوظ و مامون ہے۔

احکام شرع کی رو سے مرد وعورت دونوں کے لئے پردہ اور ستر پوشی ضروری ہے۔ مرد کے لئے ناف سے زانو تک بدن چھپانا ستر ہے اور باقی کا چھپانا اس کی تکمیل' عورت کے لئے تمام بدن ڈھانپنا واجب اور مکان کے اندر پردہ نشیں ہونا اس کی تکمیل ہے۔ یہ یاد رکھئے کہ مرد کے جس حصے کو چھپانے کا حکم ہے اس کا نام بھی ستر عورت ہے تو واضح ہو گیا پردہ عورت کے وجود کی تکمیل کا نام ہے۔ آیئے اب قرآن وحدیث کی روشنی میں پردہ کی اہمیت ملاحظہ کریں۔

قرآن پاک میں پردے کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے محبوب مسلمان عورتوں کو حکم دو وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔ (النور: 31)

اور ارشاد فرمایا: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو۔ جیسی اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (الاحزاب: 33)

عورت کو اپنی زیب وزینت چھپانے کا حکم یوں دیا گیا۔ لباس کے متعلق حکم ہے چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر اور اپنی اوڑھنیاں سینے پر ڈال لیا کرو۔ دیکھنے کے متعلق حکم دیا گیا اپنی نگاہیں نیچی رکھا کرو۔ چلنے کے متعلق حکم دیا گیا اپنی نگاہیں نیچی رکھا کرو۔ چلنے کے متعلق حکم دیا چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر نہ مارو۔ گفتگو کے متعلق حکم دیا صاف لفظوں میں اپنا مقصد بیان کرو۔ (النور)

ثابت ہوا عورت کے جسم کی بناوٹ' بالوں کی درازی' آواز میں لوچ' زیورات کی جھنکار' اعضا کی نزاکت' غرضیکہ اس سراپا حسن کا ایک ایک عضو باعث فتنہ ہے۔ اس لئے اسے ان قواعد وضوابط کے پردے کا پابند کیا گیا ہے۔ لہٰذا عورت اس دائرہ قانون کے اندر رہتے ہوئے زندگی کے ہر میدان میں مرد کے ساتھ شریک سفر ہے۔

احادیث میں پردے کا حکم

حدیث ترمذی: حضور نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ عورت غیر مردوں سے چھپانے اور پردہ کرنے کی چیز ہے۔

حدیث دارقطنی: سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا۔ عورت کے لئے سب سے بہتر بات کیا ہے تو سیدہؓ نے فرمایا نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد ان کو دیکھیں۔ سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: اگر تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو۔ (حدیث بخاری)

حدیث الزواجر ابن حجر: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بے پردہ عورتوں کے وارثوں کو فرمایا کیا تمہیں حیا نہیں' کیا تمہیں غیرت نہیں کہ تمہاری عورتیں باہر نکلتی ہیں۔ مردوں کے درمیان میں' وہ مردوں کو دیکھتی اور مرد انہیں دیکھتے ہیں۔

حدیث ابوداؤد: اُم المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں ابن مکتوم (نابینا صحابی) آگئے اور سیدھے آپ کے پاس پہنچے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے اور میمونہ سے فرمایا تم دونوں پردے میں ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول کیا ابن مکتوم نابینا نہیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو تم اس کو نہیں دیکھ سکتی۔

حدیث مسلم: حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نامحرم مردوں سے پردہ کریں باریک کپڑا پہننے والی عورتیں' لوگوں میں خواہش پیدا کرنے والی عورتیں اور غیر مردوں کی جانب خواہش رکھنے والی عورتیں نہ تو وہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی ان کو جنت کی خوشبو سونگھنے کو ملے گی۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو عورت نماز اور روزے کی پابندی کرے' پاک دامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرے اسے اختیار ہے کہ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

فائدے: دختران اسلام غور کریں۔ قرآن پاک میں پردے کی کتنی سخت تاکید کی گئی ہے اور یہ مطابق احادیث مبارکہ ایک نابینا شخص سے بھی پردے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ تو کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ہماری بہو بیٹیاں' فیشن کی آڑ میں بے ہودہ ہو کر ان اسلامی احکامات کا تمسخر اڑانے میں ذرا بھی شرمندگی محسوس نہیں کرتیں کوئی ان سے پوچھے تو:

جب سرمحشر وہ پوچھیں گے بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گی تم خدا کے سامنے

یاد رکھئے! پردے میں عورت کی عظمت ہے اور پردہ ہی عورت کی ناموس کا بہترین محافظ ہے۔ بخدا پردہ کیجئے کہ یہ حکم خدا بھی ہے اور فرمان رسولؐ بھی۔ ذرا دیکھئے جنت کی عورتوں کی سردار حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جب وقت وصال قریب آیا تو فرماتی ہیں کہ میرا جنازہ رات کے وقت قبرستان لے کر جانا تاکہ کسی غیر مرد پر میرا وجود بھی ظاہر نہ ہو۔ اللہ اللہ یہ خاتون جنت تھیں جن کے سر مبارک کا بال بھی کسی نے نہ دیکھا اور روز قیامت جب میدان حشر میں ان کی آمد ہو گی تو خدا ارشاد فرمائے گا:

اے فرشتو! اے گروہ انسان اپنی آنکھیں بند کر لو۔ سروں کو جھکا لو کہ میرے حبیب ﷺ کی لخت جگر' علی رضی اللہ عنہ کی حیا' حسن وحسینؓ کی ماں' خواتین کی سردار حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں۔ سبحان اللہ روز محشر بھی سیدہؓ کے پردہ کا یہ عالم ہو گا۔ اے

دختران ملت اگر روز محشر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا قرب چاہتی ہیں اور پیارے رسول ﷺ کا مبارک اسوۂ اپنانا اور احکامات پردہ پر عمل کرنا ہوگا۔ یاد رکھئے! اور جو مسلمان مرد و عورت خدائی احکام کی تعمیل کرتے ہیں ان کے لئے وعدہ فرمایا ہے:

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبردار اور فرمانبرداریں اور سچے اور سچیاں اور صبر کرنے والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی اور یاد کرنے والیاں اور ان کے لئے اللہ نے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔(الاحزاب:35)

قرآن حکیم میں جہاں عورت کو پردے کا پابند کیا گیا ہے وہیں مسلمان مردوں کے لئے بھی ارشاد خداوندی ہے کہ اے محبوب ﷺ مسلمان مردوں کو حکم دو۔ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ وہ ان کے لئے بہت پاکیزہ طریقہ ہے۔(النور)

ثابت ہوگیا کہ مرد و عورت دونوں کے لئے شرم وحیا لازمی ہے اگر یہ دو فریق ان احکامات قرآنی پر عمل پیرا ہو جائیں تو یقین جانیئے۔ ہمارے معاشرے سے فحاشی' بے ہودگی' بے غیرتی اور بے حیائی جیسی برائیوں کا یقیناً خاتمہ ہو جائے گا اور ہمارا معاشرہ برکات اسلامی کا ثمرآور ہوگا۔ آج وقت کا تقاضا اور ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر مسلمان گھر میں ہر ماں بیٹی' ہر بہن اور ہر بہو تک اقبال کا یہ نصیحت آفریں پیغام پہنچایا جائے جس میں آپ فرماتے ہیں:

اگر پندے ز درویشے پذیری
ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

یعنی اے دختر اسلام! اگر تو ایک درویش کی نصیحت قبول کرلے (یعنی پردہ قائم کرلے) تو ہزار امتیں فنا ہوسکتی ہیں لیکن تو نہیں مر سکتی۔

حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کا طریقہ اختیار کر اور زمانے کی نگاہوں سے چھپ کہ تیری آغوش میں شبیر (امام حسین رضی اللہ عنہ) جیسا فرزند پرورش پاسکے۔

اس مختصر سی گفتگو میں واضح ہوا عورت کے لئے پردہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ موجودہ معاشرے میں پردہ کے تقدس کو پامال کرنے میں مرد و عورت دونوں برابر کے شریک و مجرم ہیں۔ اور یہ خدا اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے احکامات کی نافرمانی ہے۔

منتخب تحریکی نظم

رحمٰن کیانی

نبیُ المَلاحِم

لوگو سنو! جناب رسالت مآبؐ میں | شانِ رسولؐ صاحبِ سیف و کتاب میں
ماحی لقب نبیؐ ملاحم کے باب میں | کرتا ہوں فکرِ مدح تو جوشِ خطاب میں

مصرع زباں پہ آتا ہے زورِ کلام سے
تلوار کی طرح سے نکل کر نیام سے

نعتِ رسولؐ کا یہ طریقہ عجب نہیں | سمجھیں عوام داخلِ حدِ ادب نہیں
لیکن یہ طرزِ خاص مرا بے سبب نہیں | شیوہ سپاہیوں کا نوائے طرب نہیں

رائج ہزار ڈھنگ ہوں ذکرِ حبیبؐ سے
شاہیں سے نہ مانگئے نہ چلن عندلیب کے

مانا حبیبِ خالقِ اکبر رسولؐ کو | خیر الوریٰ و شافعِ محشر رسولؐ کو
عین النعیم' ساقیِ کوثر رسولؐ کو | شمع و چراغ مسجد و منبر رسولؐ کو

لیکن جو ذات مدحِ بشر سے بلند ہے
ہم سے یہ پوچھئے کہ ہمیں کیوں پسند ہے

جب بھی سپاہیوں سے پیمبرؐ کو پوچھئے | خندق کا ذکر کیجئے' خیبر کو پوچھئے
بدر و احد کے قائدِ لشکر کو پوچھئے | یا غزوۂ تبوک کے سرورؐ کو پوچھئے

ہم کو حنین و مکہ و موتہ بھی یاد ہیں
ہم امتیِ بانیِ رسمِ جہاد ہیں

رسمِ جہاد حق کی اقامت کے واسطے | کمزور و ناتواں کی حمایت کے واسطے
خیر و فلاح و امن و عدالت کے واسطے | خیرالممات مرگِ شہادت کے واسطے

لڑتے ہیں جس کے شوق میں ہم جھوم جھوم کر
پیتے ہیں جامِ مرگ کو بھی چوم چوم کر

لاکھوں درود ایسے پیمبرؐ کے نام پر | جو حرفِ لاتخف سے بناتا ہوا نڈر
اک جاوداں حیات کی بھی دے گیا خبر | یعنی خدا کی راہ میں کٹ جائے سر اگر

ہم کو یقین ہے' کبھی مرتے نہیں ہیں ہم
اور اس لئے کسی سے بھی ڈرتے نہیں ہیں ہم

توپ و تفنگ و دشنہ و خنجر' صلیب و دار | ڈرتے نہیں کسی سے محمدؐ کے جاں نثار
ماں ہے ہماری اُمِ عمارہؓ سی ذی وقار | ہم ہیں ابو دجانہؓ و طلحہؓ کی یادگار

ہاں مفتی و فقیہ نہیں' مان لیتے ہیں
ناموسِ مصطفیٰ ﷺ پر مگر جان دیتے ہیں

ایسے یقیں نہ آئے تو پیرانِ خانقاہ | باخرقہ و کلاہ و مریدانِ بارگاہ
اک دن ہمارے ساتھ چلو سوئے رزم گاہ | تم کو دکھائیں طرفہ تماشہ خدا گواہ

دیتے ہیں کیسے جان' کٹاتے ہیں کیسے سر
پڑھتے ہوئے درودِ محمدؐ کے نام پر

(انتخاب: زین العابدین جواد)

امیر شریعت: سوانح حیات

(تبصرہ نگار: سید قاسم محمود)

یہ مارچ 1930ء کی بات ہے۔ لاہور میں انجمن خدام الدین کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اسٹیج پر مولانا انور شاہ کشمیری' مولانا کفایت اللہ' مولانا حسین احمد مدنی' مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی' مولانا احمد سعید دہلوی اور مولانا ظفر علی خان جیسے اکابرین تشریف فرما تھے۔ اُس وقت ایک 38 سالہ گبھرو جوان تقریر کر رہا تھا۔ تقریر بڑی جذباتی اور زوردار تھی۔ تقریر کے اثر سے ہر شخص ہچکیاں لے لے کر رو رہا تھا۔ اس جذباتی فضا سے متاثر ہو کر مولانا حبیب الرحمٰن کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ آج تم ایک عجیب تقریر سن رہے ہو اور رو رہے ہو۔ تمہارے رونے کا کوئی بھروسا نہیں۔ کل تم قہقہے لگا رہے ہو گے۔ اگر تمہارے آنسوؤں میں سچائی ہے تو آج ہی کسی شخص کے ہاتھ پر بیعت کرو اور اُس کو اپنا امام بناؤ اور ابھی بناؤ' تاکہ سب اُس کی رہنمائی میں چلیں اور دین کے لئے کام کریں۔ اچانک مولانا ظفر علی خان آگے بڑھے اور کہا کہ میں اس مقصد کے لئے آج کے مقرر سید عطا اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ مولانا بخاری نے کہا کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ یہاں مولانا محمد انور شاہ کشمیری تشریف فرما ہیں۔ وہ اس کے اہل ہیں۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہئے۔ مولانا کشمیری نے فرمایا: میں ایک بوڑھا اور ضعیف آدمی ہوں۔ اس مقصد کے لئے عطا اللہ شاہ ہی موزوں ہیں اور میں خود ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں' اور اپنی تقریر میں فرمایا کہ آج سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے' اس فتنے کے خلاف کام کرو۔ جلسے میں موجود تمام اکابر علماء اور حاضرین نے بیعت کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ مولانا ظفر علی خان نے اپنی تقریر میں بار بار شاہ صاحب کو ''امیر شریعت'' کہہ کر پکارا۔ اُس دن سے لے کر اپنی رحلت تک لوگ انہیں ''امیر شریعت'' سمجھتے اور کہتے رہے۔

زیر نظر کتاب امیر شریعت کے سوانح و افکار پر ایک جامع تحقیق ہے اور آغا شورش کاشمیری کی تالیف سے آگے بڑھ گئی ہے۔ آغا جی کی تالیف میں اُن کے اپنے تاثرات اور ذاتی یادوں کا بیان تھا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی اس تالیف میں حقائق و معلومات زیادہ ہیں۔ 600 صفحات کی کتاب پانچ ابواب میں منقسم ہے۔ پہلا باب امیر شریعت کے سوانح کے لئے وقف ہے (از 23 ستمبر 1892ء تا 22 اگست 1961ء) اُن کے خانگی حالات کے ساتھ ساتھ ملی و قومی تحریکات میں اُن کی فعال شرکت کا حال پوری جزئیات کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ تحریک ہجرت' تحریک عدم تعاون' تحریک خلافت' مجلس احرار اسلام کے قیام اور خصوصاً تحریک ختم نبوت میں اُن کی جان دار سرگرمیوں کا احوال لطف اندوزی سے پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں اُن کے انتقال پر شاعروں نے جو منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا تھا' اُس کا انتخاب ہے اور اس ضمن میں شورش کاشمیری' عبدالحمید عدم' احسان دانش' حبیب جالب' حفیظ تائب اور عبدالکریم ثمر اور ساغر صدیقی جیسے بڑے شاعروں کی مرثیہ نما نظمیں شامل کی گئی ہیں۔

تیسرے باب میں شاہ صاحب کے خطبات و تقاریر کے منتخب اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔ 7 جولائی 1927ء کو لاہور میں مہاشہ راجپال کی کتاب (خاکم بدہن) ''رنگیلا رسول'' کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ایک بڑا اجلاس منعقد ہوا تھا' جس سے خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت نے فرمایا: ''آج مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کے دروازے پر اُم المؤمنین عائشہؓ صدیقہ اور اُم المؤمنین خدیجہ الکبریٰؓ آئیں اور فرمایا' ہم تمہاری مائیں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کافروں نے ہمیں گالیاں دی ہیں (پھر ایک زبردست کروٹ کے ساتھ لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ جلسہ ہل گیا)...... ارے دیکھو تو...... اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ دروازے پر تو نہیں کھڑی ہیں (جلسے میں کہرام مچ گیا۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے) دیکھو دیکھو سبز گنبد میں رسول اللہ ﷺ تڑپ رہے ہیں۔ خدیجہؓ و عائشہؓ پریشان ہیں۔ امہات المؤمنین تم سے اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہیں...... عائشہؓ پکارتی ہیں۔ وہی عائشہؓ جنہیں رسول اللہ ﷺ پیار سے حمیراؓ کہا کرتے تھے' جنہوں نے رسولؐ کو رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی تھی...... اُن کے ناموس پر قربان ہو جاؤ...... سچے بیٹے ماں پر کٹ مرا کرتے ہیں''۔

اس باب میں مختلف موضوعات پر شاہ صاحب کے سینکڑوں تاریخی خطبات کے اقتباسات دیئے گئے ہیں جن میں سے ہر ایک بڑا عبرت آمیز ہے۔ چوتھے باب میں بعض مشاہیر قوم کے نام شاہ صاحب کے مکتوبات کا متن دیا گیا ہے۔ کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر شریعت شاعر بھی تھے۔ پانچویں باب میں اُن کے بڑے فرزند مولانا ابوذر بخاری نے اُن کی سخن فہمی اور سخن شناسی کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ کتاب کے مؤلف مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ ہیں۔ کتاب عالمی مجلس (حضوری باغ روڈ' ملتان) کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے۔ قیمت: 200 روپے۔

ندائے خلافت کے ''مسئلہ کشمیر نمبر'' پر ''ہمدردِ صحت'' کا تبصرہ

کشمیر جنت نظیر ایک نہایت گھمبیر مسئلہ کی حیثیت سے پچھلے 56 برس سے ملت پاکستان کے لئے ایک ناسور بنا ہوا ہے۔ اس پر سیاست کاروں کے علاوہ اہل علم اور اہل صحافت بھی مسلسل قلم آزمائی کرتے رہے ہیں۔

سید قاسم محمود ہمارے ملک کے کہنہ مشق اور ممتاز ادیب' صحافی اور مصنف ہیں۔ ان کے قلم سے مسلسل تحریروں کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ کتابوں کی تالیف میں سید صاحب کو غیر معمولی ملکہ ہے اور انہوں نے بے شمار (تعداد یاد نہیں) کتابیں تالیف کی ہیں۔ ان کی تخلیقی ذہانت افسانوں میں بھی ظاہر ہو چکی ہے' لیکن تالیف و ترتیب کتب و رسائل نے سید صاحب کو مزید تخلیقی ادب پیش کرنے کا موقع نہ دیا' لیکن تالیفات کے میدان میں سید قاسم محمود ایک جن ہیں۔ افسوس حکومتی دانشوروں کو اب تک غلط بخشی سے فرصت نہیں ملی کہ وہ سید صاحب کو مناسب اعزاز دے کر انصاف پسندی کا ثبوت دیتے۔

ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' (لاہور) سید قاسم محمود کی ادارت میں پابندی سے شائع ہو رہا ہے اور اب تک اس کے فلسطین نمبر' عراق نمبر' نظریۂ پاکستان اور اقبال نمبر شائع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں۔ زیر نظر شمارہ مسئلہ کشمیر نمبر بھی اس موضوع پر نہایت مفید تاریخی مواد سے پُر ہے۔ اس نمبر میں نہایت اختصار کے ساتھ مسئلہ کے سیاسی اتار چڑھاؤ اور بھارت و پاکستان کی کشمکش اور ہندوستان کے منفی رویے کی تاریخ کے علاوہ دونوں ملکوں کے باہمی مذاکرات کی کہانی بھی شامل ہے۔ کشمیر کے بارے میں ممتاز شعراء کی نظمیں بھی اس کی دلچسپی میں اضافہ کرتی ہیں۔ بقول خود سید قاسم محمود ''ہم نے پُر جوش تقریروں اور بلند بانگ تحریروں کے بجائے ٹھوس حقائق و معلومات اور دستاویزات کو ترجیح دی ہے۔''

(مبصر: مسعود احمد برکاتی)

تقدیر امم کیا ہے؟

محمد ابراھیم انصاری

ہمارے ملک کے عوام کی مفلوک الحالی کے پیش نظر آئے دن ہمیں اخبارات میں ایسے مضامین نظر آتے ہیں جس میں عام ہندوستانیوں کی زبوں حالی کی افسوسناک تصویر نمایاں ہوتی ہے۔کئی ذمہ دار اخبارات عوام کو مصائب سے نجات دلانے کے لئے چھوٹے پیمانہ کی صنعتیں اور کاروبار قائم کرنے کے لئے بڑے مفید مضامین بھی شائع کرتے رہتے ہیں۔

کسی بھی ملک کو ترقی کرنے کے لئے آزادی کے ستاون (57) سال بہت ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کو ایک فلاحی ریاست بہت پہلے بن جانا چاہئے تھا۔ لیکن بقول آنجہانی وزیراعظم راجیو گاندھی ترقیاتی منصوبوں کا بجٹ صرف پچیس فیصد 25% اصل کام پر صرف ہوتا ہے اور بقیہ 75% بے ایمانوں کے کئے لگ جاتا ہے۔ ان چور ڈاکو سرکاری عملہ کا ہاتھ کاٹنے کا کوئی قانون وجود میں نہیں ہے۔ اب تو گذشتہ چند سالوں میں ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جن سے پتہ چلا کہ چوری کے بڑے حصہ دار سیاستداں حکمران ہیں۔ اب انجام گلستان کیا ہو؟

ایک مجاہد آزادی سے ملاقات ہوئی تھی۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ محترم! جب آپ جنگِ آزادی لڑ رہے تھے تو آپ کے خوابوں میں مستقبل کا ہندوستان کیسا تھا۔ وہ بڑے ملول ہوئے' کچھ دیر تک دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کر گویا ہوئے کہ وہ بار بار گرفتار ہوئے مگر تحریک آزادی سے وابستہ رہے۔ انہیں پھانسی کی سزا اور گھر بار و کھیت کھلیان کی قرقی کی بھی پرواہ نہیں تھی کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ جب ملک آزاد ہوگا تو صدیوں سے جاری ہماری غربت و افلاس اور سماج میں انسانوں کے درمیان درجہ بندیاں ختم ہو جائیں گی۔ ملک بڑا خوشحال ہو جائے گا کیونکہ انگریز ہماری ساری دولت لوٹ لے جاتے ہیں۔ مگر آج ہم یہ دیکھ کر بڑے غم زدہ ہیں کہ اصل لٹیرے تو ہمارے درمیان ہی موجود ہیں اور بدقسمتی سے ان کی سرکوبی کے لئے کوئی تحریک برپا نہیں ہے۔

عوام کی غربت و افلاس' بے چارگی اور لاچاری بہت بڑی تشویش کی بات ہے مگر اس کے تدارک کی کوئی سبیل نکالی نہیں جا رہی ہے۔ نصف آبادی سڑکوں پر رہنے پر مجبور ہے۔ جو پختہ مکانوں میں رہتے دکھائی دیتے ہیں وہاں ایک بھیڑ بکریوں اور مرغیوں کے ڈربوں جیسا عالم ہے۔ ایسے حالات میں اقلیتی فرقوں کو اور بھی زیادہ مصائب جھیلنا پڑتا ہے' کیونکہ ان کے خلاف فرقہ پرستوں کی دشمنی' مظالم اور زیادتیاں مسلسل جاری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان سخت اقتصادی بحران کا شکار ہیں۔ کھانے کو اناج نہیں ہے اور رہنے کو گھر بھی نہیں ہیں اور کہنے کو سارا جہاں ہمارا ہے۔ دوسری قوم میں بھی پریشان حال ہیں مگر مسلمانوں کو ایسی کاری ضرب لگ رہی ہے کہ اپنا وجود قائم رکھنا مشکل ہوگیا ہے۔ پڑھے لکھے لوگ اپنی سفید پوشی بچانے کی تگ و دو میں لگے ہیں۔ نوکری نہیں مل رہی ہے' کوئی اور روزگار نہیں ہے۔ چادر چھوٹی پڑگئی ہے۔ کبھی پیر کھل جاتا ہے' کبھی سر۔ عزتِ نفس محفوظ رکھنا مشکل ہوگیا ہے۔

مسلمان چونکہ خطِ افلاس سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ خود سر جوڑ کر بیٹھیں اور نئی نسل کی صالح بنیادوں پر نشوونما اور ترقی کے امکانات پر غور کریں۔ میونسپل اور اسمبلی انتخابات کے مواقع پر ہر گلی محلہ سے ملت کے لئے بڑے فکرمند' اور دردمند بھی خواہاں نکل پڑتے ہیں۔ الیکشن میں جتنی دولت کا اسراف ہوتا ہے اس سے تو کئی جھگی بستیاں نئے سرے سے صاف ستھری کالونیوں میں تبدیل کی جا سکتی ہیں۔ اسی پر طرہ یہ کہ مسلم اکثریتی علاقوں سے اتنے مسلمان خدمات ادا کرنے کے دعویدار ہو جاتے ہیں کہ علاقہ سے اپنی نمائندگی ہی کھو جاتی ہے۔

بہر حال جہاں تنگی' حالات شدید ہیں وہیں تو ٹھوس بنیادوں پر کام کرنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر غور کریں تو ایسے بہت سارے وسائل موجود ہیں جنہیں استعمال کر کے ملک وملت کے لئے کارنامے انجام دیئے جا سکتے ہیں۔ ان وسائل کا علم ہمارے رہنماؤں کو بخوبی حاصل ہے۔ بہت ساری سرکاری اسکیمیں رائج ہیں جن سے ہم تعلیم' روزگار' بہبود' خواتین و اطفال اور رہائش وغیرہ کے مسائل کے حل کی تدبیریں کر سکتے ہیں۔ ذریعہ معاش اب ملازمتوں میں تلاش کرنے کی بجائے خود پیدا کرنا ہوگا۔ زبردست مسابقت کا دور ہے۔ تجارت اور صنعت میں داخل ہوں' چاہے کتنے ہی چھوٹے پیمانہ پر ہوں۔ چاروں طرف نظر دوڑائیں۔ آپ کو ہر جانب تاجر قوم میں ہمہ معاملات میں چھائے ہوئے دکھائی دیں گے اور بھولتے کیوں ہیں' ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ تجارت کریں' اس میں برکتیں ہیں۔ ہم اپنی دستار میں درج دانشمندی کے احکام فراموش کر دیتے ہیں اور دوسرے اسے اچک لے جاتے ہیں۔

حکومت کے خزانہ میں جمع رقوم عوام کی امانت ہے۔ اسے چالاک اور ہوشیار تاجر اٹھا لے جاتے ہیں اور جو واقعی حقدار ہیں انہیں دروازہ کی راہ دکھادی جاتی ہے۔ پاور لوم صنعت کی تجدید کے لئے 25000 پچیس ہزار کروڑ کی رقم مختص کی گئی ہے جسے By Hook or Crook بڑے سرمایہ دار دس دس' بیس بیس اور پچاس پچاس کروڑ کی مقدار میں وصول کئے جا رہے ہیں۔ مگر بنکر دو چار لاکھ کا قرض حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ سنگھ پریوار نے اسلام کے خلاف مسلسل غلط پروپیگنڈہ کے ذریعہ لوگوں کے ذہن کو زہر آلود کر رکھا ہے۔ ایک اور اہم وجہ یہ ہے کہ ہمارے کارخانہ دار اپنی مصنوعات کی مارکیٹنگ سے دور ہیں لہٰذا دن رات کی ان کی محنت کا پھل دلال اور کمیشن ایجنٹ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ فرقہ پرستی بازار میں بھی آڑے آتی ہے۔ حق تلفی کے خلاف آواز اٹھا کر ہم افسروں کو راہ راست اختیار کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ عدالت ہائے عالیہ عوامی شکایات کے ازالہ کی فریاد سنتی ہیں جہاں حکام اور وزراء کو کٹہرہ میں کھڑا کیا جا سکتا ہے۔

اوقاف کی جائیدادیں اربوں روپوں کی ملکیت ہیں اور ان کی اکثر جگہیں بے جا استعمال ہو رہی ہیں۔ واقف حضرات نے اپنے وارثوں کی بجائے ملت کے حوالہ کر دی تھی مگر ان پر بے ایمان غاصب ہیں۔ عوامی تعلیمی ادارے بہت اچھے اور معمولی بھی موجود ہیں' ان سے مستفید ہوں۔ آپ کی رہائش کے قریب اسکول اور کالج موجود نہ ہوں تو دور دور تک جائیں۔ ہم اگر اپنی خودی کو بلند کرلیں اور محنت و مشقت پر کمربستہ ہو جائیں تو کامیابیاں قدم چومنے پر مجبور ہوں گی' یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ وہ خالق' رازق اور مالک تقدیریں بدل دینے پر قادر ہے۔ وہ کسی طلب کرنے والے کو مایوس نہیں کرتا۔ ہم کیوں احساس کمتری کے شکار ہوں۔ اسلام کے پیروؤں کو خودداری قائم رکھنے کے کئی جواز حاصل ہیں۔ یہ ملک ہمارا ہے اس کے لئے ہم نے

ہمیشہ قربانیاں دی ہیں۔ اس کی فلاح و بہبود اور ہماری ترقی و خوشحالی میں ہمارا حق کسی اور سے کم نہیں ہے۔ سزاوار تو وہ گنہگار ہیں جو یہاں امن غارت کرنے کے درپے ہیں۔ ہم سزاوار ہیں اسلام کو متعارف نہ کرانے کے۔

ہم جانتے ہیں کہ جو ملت کو سربلند کر سکتے ہیں وہ علماء کرام' سیاستداں اور سوشل ورکرز وغیرہ کہیں اور مصروف ہیں۔ فرقہ بندیاں ہیں' مسلم لیڈر منسٹر صاحب بن جائیں تو وہ اپنے لوگوں سے اور بھی دور چلے جاتے ہیں' ہزاروں مسلم کش فسادات بھگت لینے کے بعد گجرات میں ایک قیامتِ صغریٰ برپا کر دی مگر' گنبد جنبش کر گیا' گل محمد جگہ سے نہیں ہلا۔ دنیا کی تاریخ میں جو بربریت کبھی برتی نہیں گئی تھی وہ بھی عمل میں لے آئی گئی اور اسے بار بار دہرانے کی تنبیہ بھی دی جا رہی ہے' تب بھی ہمارے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکی ہے۔ مسلکی بنیاد پر نفرتیں جاری ہیں۔ اپنے بھائیوں کا دل دکھانے تک بات محدود نہیں ہے بلکہ جن سے اختلاف ہو جائے اس کا قتل بھی روا کر رکھا ہے۔ یہ بربادیوں کی نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیر فرمائے۔ ہمارے فرائض عبادات تک محدود نہیں ہیں۔ معاشرہ سے برائیوں کو مٹانا اور نیکیوں کو فروغ دینا ان میں شامل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ خدمت خلق میں اٹھنے والا ہر قدم خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کا ثواب رکھتا ہے۔

ہندوستانی عوام کی خواری' ذلت اور مسکینی کی بنیادی وجہ ملکی سرمایہ کا کثیر خزانہ فوجی تیاریوں میں صرف ہو جانا ہے۔ کتنے ارب و کھرب روپے عوام کے خون اور پسینہ کی کمائی دفاع کے شعبہ پر خرچ کی جاتی ہے اس کی مقدار جاننا مشکل ہے۔ ملک کی تصویر بدل سکتی ہے اگر ہندوستان اور پاکستان' کل کے سگے بھائی جو آج اپنی اولاد کے منہ سے نوالہ چھین کر بارود کے ڈھیروں میں تبدیل کر رہے ہیں' اگر عوام کو موجودہ قعرِ مذلت سے اوپر اٹھانا ہے تو دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات کسی بھی طرح درست کر لئے جائیں تو دولت کثیر ترقیات کے لئے مہیا ہو جائے۔ ایسا ہو سکا تو ان شاء اللہ برصغیر ہند دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں سے درجہا بہتر خوشگوار ماحول پیدا کر سکتا ہے۔ آج دنیا کے سارے ممالک اور خصوصاً ترقی پذیر' اقتصادی بحران میں ڈوب رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے جو ماہرین اقتصادیات کو سربراہی دی جا رہی ہے۔ ملائشیا' تھائی لینڈ اور چین کے بعد اب پاکستان میں صدر جنرل مشرف نے شوکت عزیز صاحب کو اور سونیا گاندھی جی نے ڈاکٹر منموہن سنگھ کو حکومت سونپ دی ہیں تاکہ نئے عالمی نظام مالیات کے تباہ کن سیلاب سے اپنے ملکوں کو بچا سکیں۔

ہندوستان میں آج ملک کی باگ ڈور جن کے ہاتھوں میں آ گئی ہے ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے۔ دوسری جانب شکست خوردہ عناصر منظم ہو رہے ہیں اور ابتدا ہی میں 1992ء کے اپنے ہتھکنڈوں کا اعادہ کرنے کا رجحان ظاہر کیا ہے۔ ان کے ناپاک ارادے ملک کے امن پر شب خون مارنے نہ پائیں۔ سازشی ذہنیت کے لوگوں سے ملک کو بچانے کے لئے بیدار رہنا ہوگا۔

افکار معاصر

الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

رزق کا ضیاع

مکرمی! چند سال ہوئے راقم کو پاکستان کے وکلاء' دانشور اور صحافیوں کی ایک ٹیم کے ہمراہ دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ دہلی میں ہمیں جین مت کی ایک درس گاہ میں ٹھہرایا گیا۔ جین مت کی اس درس گاہ میں پریشان حال نوجوانوں کی تربیت کی جاتی ہے۔ اس درس گاہ کے کمرے اور غسل خانے صاف ستھرے' چاروں طرف درخت اور ہریالی ہے۔ جس حال میں نوجوانوں کو دعوت فکر دی جاتی ہے وہ بہت بڑا ہال ہے۔ اقوال اور مختلف تعلیمات کے چارٹ دیواروں پر نصب ہیں۔ اس درس گاہ میں رہائش کے علاوہ کھانا مفت مہیا کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بسنے والے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے عبادت گاہوں میں کھانا مفت ملتا ہے۔ خاص طور پر سکھوں کے گردواروں میں لنگر کا انتظام بہت اچھا ہوتا ہے۔ بلا تمیز ہر شخص کو تین وقت کا مفت لنگر ملتا ہے۔ جین مت کی جس درس گاہ میں ہمارے وفد کو ٹھہرایا گیا اس کا ڈائننگ ہال صاف ستھرا تھا۔ ہر چیز سلیقہ سے رکھی ہوئی تھی۔ لنگر خانہ میں داخل ہونے سے پہلے ہمیں ہدایت کی گئی کہ جوتے ڈائننگ ہال سے باہر اتار دیں۔ چپاتی (روٹی) اتنی لیں کہ ایک لقمہ بھی ضائع نہ ہو۔ جین مت کا مبلغ ہمیں بار بار تلقین کرتا رہا کہ اجناس کی قدر کرو' اسے ضائع نہ کرو۔ پاکستانی وفد پر یہ ہدایات ناگوار گزری۔ وہ اپنا بوریا بستر اٹھا کر نجی رہائش گاہ یعنی ہوٹلوں میں چلے گئے۔ راقم نے مشاہدہ کے لئے کم از کم ایک رات وہاں گزاری۔ ہمارے ہاں یہ ایک فیشن بن گیا ہے کہ کسی اہم شخصیت کے انتظار میں مقررہ وقت سے دو تین گھنٹے بعد مہمانوں کو کھانا پیش کیا جاتا ہے۔ یہ دو تین گھنٹے حاضرین کے لئے بہت تلخ ہوتے ہیں۔ بانی خاکسار تحریک حضرت علامہ عنایت اللہ المشرقی کی بیٹی کی شادی تھی۔ بارات جہلم سے لاہور آنی تھی۔ بارات دو گھنٹے لیٹ ہو گئی۔ علامہ صاحب وقت کے بڑے پابند تھے۔ بارات کو واپس بھیج دیا۔ فرمایا جو قوم وقت کی قدر نہیں کرتی' تباہ ہو جاتی ہے۔ میرج ہال میں جوں ہی کھانا کھانے کا پیغام ملتا ہے' حاضرین کھانے پر ایسے ٹوٹ پڑتے ہیں کہ شاید انہیں کھانا نہیں ملے گا۔ جو کچھ ہاتھ میں آیا پلیٹ میں رکھ لیا۔ پلیٹ میں ڈالا ہوا کھانا اسی طرح پڑا رہتا ہے کہ دوسری ڈش پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اس موقع پر گوشت کی ڈش کی جو تباہی و بربادی دیکھنے میں آتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ بوٹی منہ میں ڈالی اور نیچے پھینک دی۔ اسی طرح چاولوں' دہی' سلاد' نان روٹی اور دیگر ڈشوں کی جو تباہی و بربادی دیکھنے میں آتی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ راقم کے مشاہدہ کے مطابق شادی اور دیگر تقریبات کے موقع پر نصف سے زیادہ کھانا ضائع ہو جاتا ہے۔ یوں ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اجناس کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ میری قوم سے یہ اپیل ہے کہ وہ اجناس کی قدر کریں۔ اسے ضائع ہونے سے بچائیں۔ چین جیسے ترقی یافتہ میں بھی اجناس ضائع نہ کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ دیگر ترقی یافتہ ملکوں میں سلیقہ سے کھانا کھایا جاتا ہے۔......

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ادارہ' ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ' ایکسرے' ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولیات

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ گردے ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 1500 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب: 950-بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور
فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944
E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

اصلاح کیسے ہو؟

محمد حسین

ایک نامور عالمِ دین نے سینمابینی کے شوقین نوجوان کونماز کی نصیحت کی۔نوجوان پر نصیحت کا اثر ہوا اور اس نے سینماد یکھنے کا شوق ترک کیا اور نماز پڑھنے لگا کچھ عرصہ بعد اس نوجوان سے مولانا کی ملاقات ہوئی تو پھر مسجد کا راستہ ترک کرکے سینما کا راستہ اختیار کر چکا تھا۔مولانا نے نوجوان سے دریافت کیا میں نے تمہیں مسجد کا راہی بنایا تھا تمہیں سینما کا رستہ کس نے دکھایا؟ نوجوان نے جواب دیا مولانا آپ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ایک مسجد میں نماز پڑھنے لگا تو لوگوں نے کہا یہاں نماز نہ پڑھو یہ تو بدعتیوں کی مسجد ہے' جب دوسری مسجد کا رخ کیا تو لوگوں نے کہا یہاں نماز نہ پڑھو یہاں نماز پڑھو گے تو پچھلی نمازیں بھی فاسد ہو جائیں گی۔تیسری سے چوتھی مسجد کا رخ کیا تو معاملہ ہاتھا پائی تک جا پہنچا۔تنگ آ کر ایک روز سینما کی طرف جا نکلا ایک ہی قطار میں شیعہ' سنی' بریلوی' اہلحدیث' دیوبندی اکٹھے سینما دیکھ رہے تھے اور کسی کو کسی پر اعتراض نہ تھا۔

اسلام امن کا مذہب کہلاتا ہے جبکہ دنیا میں ہمیں دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے' سچا مسلمان امن کا خواہاں ہے لیکن ہم پر دہشت گردی کا الزام لگایا جا رہا ہے۔حقیقت حال کچھ یوں ہے کہ گھر میں ہم ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو گھر سے باہر تو ہماری سبکی ہونا فطری بات ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے تاریخی خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا کسی عربی کو کسی عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر' کالے کو گورے پر' نہ گورے کو کالے پر فضیلت حاصل ہے۔سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے۔اگر ہم بے وجہ کے امتیاز سے بچیں گے اور بلاوجہ کسی پر تنقید نہ کریں گے تو نہ کوئی مسجد چھوڑ کر سینما کا رخ کرے گا اور نہ ہی ہمیں خود کو نمبردار' چودھری یا کونسلر کا بندہ کہنا پڑے گا۔

ہمیں عہد کرنا چاہئے کہ ہم اتحاد و یگانگت کی راہ کو ہرگز نہ چھوڑیں۔اپنے امور کو باہم مساوات' سوچ و بچار' مل جل کر اور باہم اشتراک و تعاون سے حاصل کریں اور ہمیشہ دینی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیں۔ہم صراط مستقیم چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی پگڈنڈیوں پر چلنے لگے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم دین اسلام سے کوسوں دور جا پڑے۔ہم اس پیغام اتحاد و یگانگت اور قرآنی آیات کو گلی گلی' محلہ محلہ' قریہ قریہ' گاؤں گاؤں اور شہر شہر میں پہنچانے کا عزم کریں جس پر دین کی عمارت استوار اور اس لنگر سے وقت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے۔وہ رشتہ' وہ چٹان اور وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن مجید ہے۔اس پر عمل پیرا ہو کر ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔

دنیا میں آج مسلمان جن شدید مشکلات کا شکار ہیں یہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔مسلمانوں کے شاندار ماضی کو واپس لانے کے لئے ہر مسلمان کو اپنے کردار کا جائزہ لینا ہوگا اور ایسا قرآنی احکامات پر عمل ہی سے ممکن ہو سکتا ہے۔

انتساب

مرسلہ: میجر (ر) فتح محمد

غالباً دسمبر 1918ء کا واقعہ ہے کہ میں رانچی میں نظر بند تھا۔عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکلا تو مجھے محسوس ہوا کہ کوئی شخص پیچھے آ رہا ہے۔مڑ کر دیکھا تو ایک شخص کمبل اوڑھے کھڑا تھا۔

''آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔''

''ہاں جناب' میں بہت دور سے آیا ہوں۔''

''کہاں سے؟''

''سرحد پار سے''

''یہاں کب پہنچے؟''

''آج شام کو پہنچا۔میں بہت غریب آدمی ہوں۔قندھار سے پیدل چل کر کوئٹہ پہنچا۔وہاں چند ہم وطن سوداگر مل گئے تھے۔انہوں نے نوکر رکھ لیا اور آگرہ پہنچا دیا۔آگرہ سے یہاں تک پیدل چل کر آیا ہوں۔''

''افسوس تم نے اتنی مصیبت کیوں برداشت کی؟''

''اس لئے کہ آپ سے قرآن مجید کے بعض مقامات سمجھ لوں۔میں نے الہلال اور البلاغ کا ایک ایک حرف پڑھا ہے۔''

یہ شخص چند دنوں تک ٹھہرا' اور پھر یکا یک واپس چلا گیا۔وہ چلتے وقت اس لئے نہیں ملا کہ اسے اندیشہ تھا' میں اسے واپسی کے مصارف کے لئے روپیہ دوں گا' اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا بار مجھ پر ڈالے۔اس نے یقیناً واپسی میں بھی مسافت کا بڑا حصہ پیدل طے کیا ہوگا۔

مجھے اس کا نام یاد نہیں۔مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہے یا نہیں۔لیکن اگر میرے حافظہ نے کوتاہی نہ کی ہوتی' تو میں یہ کتاب اس کے نام سے منسوب کرتا۔(ترجمان القرآن) ابوالکلام آزاد

چلڈرن قرآن سوسائٹی کے زیر اہتمام

طالب علموں کے لئے ایک معیاری علمی رسالہ

ماہنامہ **کوثر** لاہور

حکومت پنجاب سے منظور شدہ SO(PI)45/83

مسلسل اشاعت کا اکیسواں سال

مستقل عنوانات:

آپس کی باتیں' سرورق کی زبانی' حمد' نعت' درس قرآن' تاریخ اسلام' منتخب تحریر' مکالمہ' صحت .... اس کے علاوہ

ہر تازہ شمارے میں تازہ بتازہ مضامین

☆ قیمت فی شمارہ: 10 روپے ☆ سالانہ زرتعاون: 100 روپے

تعارف کے لئے آئندہ شمارہ مفت طلب کریں

چلڈرن قرآن سوسائٹی

خواجہ آرکیڈ' 17۔وحدت روڈ لاہور فون: 7598565

ممبئی (بھارت) میں بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے پروگراموں کی تفصیل

ممبئی میں بانی تنظیم کے پروگراموں کا آغاز 3 دسمبر بروز جمعہ جامع مسجد کرافٹ مارکیٹ میں خطاب جمعہ سے ہوا۔

موضوع تھا: ''جمعہ کی حکمت واحکام''

3 تا 12 دسمبر روزانہ کے پروگراموں کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ تقریباً ہر روز صبح کے اوقات میں 2 انٹرویوز IRF (اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن) کے سٹوڈیو میں مختلف موضوعات پر ریکارڈ ہوئے۔

شام کے اوقات میں ہر روز 7 بجے وائی ایم سی اے گراؤنڈ میں بانی محترم کا عمومی خطاب ہوا۔ ہر خطاب ڈیڑھ تا دو گھنٹے پر مشتمل ہوتا' جبکہ بعد ازاں آدھا گھنٹہ سوال جواب کا پروگرام بھی ہوا۔

IRF کے زیر اہتمام ان پروگراموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

3 دسمبر	عظمت قرآن
4 دسمبر	نجات کی راہ
5 دسمبر	نیکی کا قرآنی تصور
6 دسمبر	ایمان کے ضمن میں فطرت اور عقل کی رہنمائی
7 دسمبر	ایمان' اسلام اور اللہ کی راہ میں جدوجہد
8 دسمبر	امت مسلمہ کے لئے تین نکاتی لائحہ عمل
9 دسمبر	امت مسلمہ کا ماضی' حال اور مستقبل
10 دسمبر	حقیقت واقسام شرک
11 دسمبر	برصغیر میں دعوت اسلام کے مواقع
12 دسمبر	مسلمان غیر اسلامی ریاست میں

شروع کے پروگراموں میں حاضری 5 تا 7 ہزار تھی' جبکہ بعد میں اس میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا گیا اور 12 دسمبر کے پروگرام میں حاضری 12 ہزار تک جا پہنچی۔

10 دسمبر کا خطابِ جمعہ بانی محترم کا جامع مسجد باندرہ میں تھا۔

تمام پروگراموں میں شرکاء کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ مقامی اخبارات نے بھی ان پروگراموں کو نمایاں کوریج دی۔

''اللہ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے''
بانیٔ تنظیم کے دورۂ بھارت پر محمد ابراہیم انصاری صاحب کے تاثرات

مشہور عالم مفسر قرآن ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہندوستان کے دورہ پر ہیں۔ دہلی اور علی گڑھ کے بعد آج کل ان کی تقاریر کا سلسلہ بمبئی میں بڑے عالیشان انداز میں جاری ہے۔ ہر روز وائی ایم سی کے وسیع وعریض میدان میں انکا بیان ہو رہا ہے اور ماشاء اللہ ایک جم غفیر فیضیاب ہو رہا ہے۔

تقاضۂ عصر کے مطابق ایک با وقار، حکیمانہ اور عام فہم زبان میں قرآن مجید کی تفسیر بڑے دلنشین انداز میں جاری ہے۔ ایسا پیرایہ کہ بس بات دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ کم لوگ جانتے تھے کہ قرآنی تعلیمات اس درجہ بلند اور عظمتوں سے لبریز ہیں۔ ان کے دہن مبارک سے پھول جھڑتے ہیں اور کان میں پڑتے ہی ایک رقّت طاری ہو جاتی ہے۔ لا مثال تعداد کثیر میں حاضر مرد اور خواتین ان کی دل پذیر تقریر سے ساری فرقہ بندیوں سے بلند توحید، رسالت اور قرآن کا سبق سیکھ رہے ہیں۔

دنیا میں مسلمان مختلف طبقات میں منقسم ہیں اور متفرق انداز میں علماء کرام ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے غیر مسلم تو کیا مسلمان بھی اسلام کی شاہراہ پر بڑھ نہیں پاتے ہیں بلکہ اختلافات کی پگڈنڈیوں پر ٹہل رہے ہیں۔ ہندوستان میں چونکہ مسلمان ایک پل صراط پر چلنے پر مجبور ہیں' انہیں ضرورت ہی کہ اتحاد واتفاق کے ساتھ مل کر اللہ کی رسّی مضبوطی سے تھام لیں۔ مگر ہم غفلتوں میں مبتلا ہیں جبکہ آزادی ہند کے روز اوّل سے آج تک اسلام دشمنی کے تحت بار بار ظلم وتشدد اور جبر وستم کے شکار ہوتے رہے ہیں۔ تاریخی بابری مسجد شہید کر دی گئی۔ ماؤوں کے لعل مارے جا رہے ہیں۔ محترم بہنوں کی عصمت تار تار ہوتی رہی، معصوم بچے آگ میں جھونکے گئے اور یہی نہیں بلکہ تاریخ میں پہلی بار حاملہ کا شکم چیر کر بچہ کو آتش نمرود میں جھونک دیا گیا۔ پھر بھی گجرات کے ریلیف کیمپوں میں نماز کی جماعتیں علیحدہ علیحدہ کھڑی ہوتی رہیں۔ انہیں کیسے علماء کرام اور نائبین رسول اکرم ﷺ کہیں جو ان حالات میں بھی مسالک وغیر مسلک کی بنیاد پر آپس میں دست بگریباں ہیں۔

کچھ ایسے بھی نادان مبلغ ہیں جو اپنی مغلوب ذہنیت کی بنا پر دوسرے مذہب کے شرک کا اسلام کی بنیاد توحید سے یکسانیت کا اعلان کرتے بھی نہیں شرماتے ہیں۔ دنیا میں لاکھوں پیغمبران اللہ تعالیٰ کی جانب سے مبعوث ہوئے۔ جن پر چار کتابوں کا نزول بھی ثابت ہے۔ توریت، زبور، انجیل اور قرآن۔ عظیم مبلغ، اسلام احمد دیدات مرحوم کی ایک ویڈیو کیسٹ ساری دنیا کے بازاروں میں دستیاب ہے جس میں ان کا ایک عیسائی پادری سے مناظرہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ میز پر انجیل کی دس جلدیں رکھی ہیں۔ احمد دیدات فرماتے ہیں کہ مختلف ملکوں سے جمع کردہ ان دس کتابوں کا جب کمپیوٹر پر تجزیہ analysis کیا گیا تو ان میں پچاسی فیصد 85 % فرق پایا گیا ہے۔ اب کجا ماند اصل انجیل؟۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید کے علاوہ دوسرے صحیفوں میں کس قدر تحریفیں کی گئی ہیں۔ پھر بھی سرکار کو مائی باپ کہنے والے سنگین جھوٹ بولنے پر مصر ہیں۔ یہ حضرات اگر اب بھی خدا کے لئے مومنین ہی نہیں خود اپنی ہی عاقبت کی خیر کیلئے عبرت پکڑ لیں تو بڑی بات ہوگی۔

مولانا محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حقانیت اور قرآن مجید کی عظمت بیان کرنے کے لئے جادو اثر زبان عطا فرمائی ہے اور آپ نے اپنی ساری توانائی دین مبین کی سربلندی کیلئے صرف کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تندرستی اور عمر خضر عطا فرمائے۔ اس مجدد عصر کی محنت کا ثمر مسلمانوں کے قلب پر اسلام پر افتخار کی صورت میں ثبت ہو جائے۔ اب مرعوبیت کی بیڑیاں ٹوٹ جائیں۔ سارے مسلمان مرد وخواتین امن ومحبت کے پیغام کو پھیلانے والے اور صداقت کی للکار دینے والے بن جائیں۔ ہماری خود اعتمادی عود کر آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے جو مشعل روشن کی ہے ہم سب اس کی روشنی سارے جہان میں پھیلا دیں۔ سب طرف تاریکی رائج ہے۔ ہم سے دشمنی رکھنے والے نادان ہیں۔ ان کے لئے بھی ہمارا پیغام محبت ہے۔ قرآن ہمارے پاس امانت ہے اور یہ ہمارا فرضِ اوّلین ہے کہ دنیا کے ہر گوشہ خالق کائنات کی ہدایات کا سرچشمہ پہنچا دیں۔ تعارف اسلام کے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کا یہ عالم ہے کہ ہمارے غیر مسلم دوست عید مبارک کی طرح محرم کی بھی مبارکباد دے ڈالتے ہیں۔

ماہانہ اجتماع حلقہ بہاولنگر

دس بجے پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ حافظ بشیر احمد صاحب نے تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد امیر حلقہ جناب محمد منیر احمد صاحب نے منتخب نصاب نمبر 2 کے درس نمبر 4 یعنی سورہ فتح کی آیات 29,28 کا درس دیا۔ ان آیات کا موضوع ہے ''اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے مطلوبہ اوصاف''۔ آغاز میں انہوں نے درس نمبر 3 کا خلاصہ اور موجودہ درس کے ساتھ ربط بیان کیا جو کہ سورۃ الصف کی آیات 9 تا 14 پر مشتمل ہے' جس میں نبیؐ کا مقصد بعثت' اقامت دین کی جدوجہد کا بیان ہے اور اس کے لئے ایک مضبوط جماعت کی پُرزور دعوت ہے۔ اس درس کا آغاز بھی بالکل اسی آیت سے ہوتا ہے صرف آخری ٹکڑا تھوڑا مختلف ہے۔ انہوں نے کہا کہ بعض لوگوں کو مغالطہ ہوگیا ہے کہ اللہ دین خود ہی قائم کردے گا ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس آیت میں اللہ نے واضح کردیا کہ دین کو قائم کرنے کی ذمہ داری محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے لیکن مدد اللہ ہی کرے گا۔ آج بھی اقامت دین کی جدوجہد تو انسان ہی کریں گے لیکن مدد اللہ کی ہوگی۔ اگلی آیت میں ان بندوں کی صفات بیان کردی گئیں۔ ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ کفار کے لئے سخت ہیں۔ دوسری صفت یہ ہے کہ وہ آپس میں رحمدل ہیں۔ تیسری صفت یہ ہے کہ ان کا اللہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ وہ اس کے سامنے رکوع کرتے ہیں' سجدہ ریز ہوتے ہیں تاکہ اللہ کا فضل پاسکیں اور اس کی رضا حاصل ہو۔ اللہ کا سب سے بڑا فضل ہے اس کی مغفرت اور جنت اور یہ کہ ان کی بندگی ان کے چہروں سے عیاں ہوگی۔ یہ مثال ان کی تورات اور انجیل میں بھی ہے کہ اللہ کے آخری رسول محمد ﷺ آئیں گے' ایک ایسا بیج لگائیں گے جس کی پہلی کونپل نکلے گی' وہ پھر ایک کمزور پودے کی شکل میں ظاہر ہوگا' لیکن وقت کے تھپیڑے اسے مضبوط سے مضبوط کردیں گے' اور وہ ایسا تناور درخت بن جائے گا کہ مخالف اب اس کو ہلا نہ سکیں گے۔ وہ اس کو دیکھ کر جلنے کے سوا کچھ نہ کرسکیں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے ان کے ساتھ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل نیک کئے' مغفرت اور عظیم اجر کا۔ انہوں نے تقریباً سوا گھنٹہ درس دیا۔ اس کے بعد نقباء اسرہ کو ان کے اسرہ کی دعوتی سرگرمیوں کو بیان کرنے کی دعوت دی گئی۔ چشتیاں سے ڈاکٹر جاوید اقبال نے نمائندگی کی۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے ہاں دو عدد عربی گرامر کی کلاسز ہورہی ہیں' دو مساجد میں خطاب جمعہ بھی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہفتہ وار درس قرآن بھی ہوتے ہیں۔

ابرار اشرف نے کیچی والا کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ وقار اشرف نے فورٹ عباس کی نمائندگی کی۔ منڈی صادق گنج سے ڈاکٹر شریف تشریف لائے تھے' انہوں نے اپنی سرگرمیاں پیش کیں۔ ظفر اقبال صاحب بہاولپور' امتیاز احمد صاحب' محمد رمضان اسرہ عثمان غنیؓ' محمد عظیم صاحب اسرہ ابوبکر صدیقؓ' ضیاء احمد اسرہ عمر فاروقؓ' محمد قدیر احمد اسرہ علی المرتضیٰ نے اپنے اپنے اسرہ کی نمائندگی کی۔ بعد ازاں کچھ نئے رفقاء کا تعارف ہوا۔ 12:20 پر ذوالفقار علی صاحب نے درس حدیث دیا' آخر میں امیر حلقہ محمد منیر احمد صاحب کی اختتامی گفتگو کے ساتھ یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ: ملک ممتاز)

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا ایک روزہ پروگرام

سالانہ اجتماع اور رمضان المبارک کے بعد حلقہ لاہور کا ماہانہ ایک روزہ پروگرام 5 دسمبر 04ء بروز اتوار جامع مسجد بنت کعبہ سمن آباد میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے انچارج امیر حلقہ لاہور مرزا ایوب بیگ صاحب تھے۔ سب سے پہلے رفقاء کا امیر حلقہ سے تعارف ہوا۔ اس کے بعد معتمد حلقہ محمد یونس صاحب نے ایک روزہ پروگرام کی غرض و تاسیس/تاریخ کے حوالے سے گفتگو کی اور اس میں ایک روزہ پروگرام بنانے کے حوالے سے مقامی امراء سے مشاورت کی تفصیل بیان کی۔ اور اس کے بعد تنظیمی پروگراموں میں شرکت کے لئے رفقاء کو احادیث نبویہ کے حوالے سے ترغیب و تشویق دلائی۔ اس کے بعد اجتماع کا اہم ترین پروگرام ''مذاکرہ'' ہوا جس کا نام تھا تنظیم اسلامی کیوں؟ اس پروگرام کو امیر حلقہ نے conduct کیا اور یہ پروگرام ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ اس میں سوال و جواب کے ذریعے رفقاء کو تنظیم اسلامی کے انقلابی طریقہ کار کی یاددہانی کرائی گئی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انفرادی و اجتماعی دونوں گوشوں میں جو جماعتیں کام کررہی ہیں ان کے حوالے سے تنظیم اسلامی کی اہمیت کو واضح کیا گیا۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد مولانا غلام مرتضیٰ صاحب نے گفتگو فرمائی جس میں انہوں نے قرآن مجید کے حوالے سے جو اعزاز اور ذمہ داری امت مسلمہ کی ہے اس کی یاددہانی کرائی۔ اس کے بعد حافظ محمد عرفان صاحب نے اخلاص' ریا' اتباع سنت کے حوالے سے موثر گفتگو کی۔ نماز ظہر اور کھانے کے وقفے کے بعد دوبارہ پروگرام نماز عصر سے شروع ہوا۔ اس میں امیر حلقہ کی طرف سے ایک سوالنامہ تمام شرکاء کو فراہم کیا گیا۔ اس نشست میں امیر حلقہ نے فرمایا کہ ہر رفیق ایک ایک سوال کو غور سے پڑھے اور اس پر کم از کم پانچ منٹ غور کرے اور اپنے آپ کا جائزہ لے۔ اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کرنے کے لئے اپنے آپ سے عہد کرے۔ اس پروگرام کو مراقبے کا نام دیا گیا تھا۔ اس مراقبے میں رفقاء کو اپنی نمازوں' تلاوتِ کلام پاک اپنے معاشی معاملات اپنے اخلاق اور تنظیم میں اپنی کارکردگی پر مکمل خاموشی سے غور و فکر کرنے کے لئے کہا گیا۔ نماز مغرب کے بعد ایک روزہ پروگرام کا دعوتی پروگرام تھا جس کا عنوان تھا ''پاکستان کو درپیش مسائل سے کس طرح نمٹا جاسکتا ہے؟'' اس حوالے سے امیر حلقہ مرزا ایوب بیگ صاحب نے ایک گھنٹہ گفتگو فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کو درپیش مسائل کے دو حل ہیں۔ ایک عارضی اور ایک مستقل۔ عارضی حل سے کچھ دیر کیلئے تو افاقہ ہوسکتا ہے جیسے کسی شخص کو 104 بخار ہو تو بیماری کا علاج کرنے سے پہلے اس کا بخار کم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کی بیماری کا مستقل حل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ملک کے مسائل کا عارضی حل یہ ہے کہ ملک میں سیاسی سطح پر اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا کی جائے تاکہ حکومت کی عزت اور اپوزیشن کی سیاست بچ سکے۔ انہوں نے کہا کہ دنیائے اسلام کے کسی ملک میں نفاذ اسلام کا امکان ہے تو وہ پاکستان ہے۔ آج ہمیں ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کی اشد ضرورت ہے۔ اور اسلام ہی چاروں صوبوں کے عوام کو یکجا کرنے کے لئے سیمنٹ کا کام دے سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے مسائل کا مستقل حل یہ ہے کہ ہر مسلمان خود دین پر عمل پیرا ہوجائے پھر دین کی دعوت عام کرنے کے لئے کسی اجتماعیت میں شامل ہوکر دین کے نفاذ کی عملی جدوجہد کرے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں امریکہ کا عارضی سہارا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے مضبوط سہارے کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ امریکہ دہشت گردی کے نام پر عالم اسلام کے خلاف جنگ لڑ رہا ہے۔ افغانستان پر حملہ کرنا ایک اسلامی ریاست کو ختم کرنا تھا اور عراق پر حملہ کرنے کی وجہ گریٹر اسرائیل کی راہ ہموار کرنا اور اپنے معاشی دلدر دور کرنا ہے۔

مرتب کردہ: محمد یونس (معتمد حلقہ لاہور)

5 ستمبر 2004ء کو **ایوان اقبال** لاہور میں

محترم **ڈاکٹر اسرار احمد** صاحب نے

اسلام میں پردے کے احکام

اور

UNO کا سوشل انجینئرنگ پروگرام

کے موضوع پر ایک انتہائی جامع اور اہم خطاب فرمایا

اس کی وڈیو سی ڈیز تیار کرلی گئی ہیں

کل تعداد: 3 VCDs

قیمت: -/120

ملنے کا پتہ: **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن**

36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 03-5869501

www.tanzeem.org e-mail: maktaba@tanzeem.org

declared long ago: "the two broadest strategic problems we have to deal with...happen to be Pakistan and Saudi Arabia.... It is a battle of ideas as much as it is a military battle" (January 29, 2004.

If informing about this dream is what the New York Times wants the US to inform others, this information has already started to backfire. All that the world has yet to see is whether, the US would be able to even complete the last mile with such malicious intentions of changing the way of life and their faith of 1.3 billion people.

4. Invest

Seems as if the New York Times is joking again with expectations from the US to invest more in Iraq. It has already invested billions and has sacrificed more that 1000 Americans (official figures, which are definitely wrong) and more than 100,000 Iraqis (not to count 1.8 million whose life was invested for the US success through economic sanctions). Most importantly, the US is not there to invest. It is there to exploit. As long as the intentions remain maliciously directed towards exploitation, relying on increased investment is a sure recipe for more disaster.

5. Motivate

Motivate whom and with what? Unfortunately the US is left with nothing to inspire and motivate others either to join the crusade or to submit to its will. All it is left with is the military power and that is why General Abizaid constantly talks in the following terms:

"To deter a nation state you should never underestimate the air and naval power of the United States...We have an incredible amount of power...And so we can generate more military power per square inch than anybody else on earth, and everybody knows it...If you ever even contemplate our nuclear capability, it should give everybody the clear understanding that there is no power that can match us militarily... As it pursues a long war against Muslim extremism, the United States should rely on local forces... After all, who better can go against the cellular structures in Afghanistan, Saudi Arabia, Pakistan, Egypt, wherever you may find them, but the people that live there." [2]

The US cannot motivate others with force or the torture centres like Abu Gharib, or concentration camps like Guantanamo, or with dirty tricks like tying up women and children on top of the US tanks and humvees in Fallujah.

The US only can hope to intimidate and terrorise others with such tactics. However, even that is not possible against a people whose families are already perished through the earlier economic sanctions or shock and awe mission and liberation adventures.

The US with its war machine, and a whole lot of lies behind it, can only — repeat only — de-motivate and make others prefer death over living tied to the visible leash of Lindy England in Abu Gharib torture centre or to the invisible leashes of Paul Bremer and others in Baghdad, Kabul, Islamabad and Cairo.

So, any expectation of the US to improve on the counts mentioned above is as useless as it could be.

These are the only last remaining elements that a well-paid, well-travelled, well-informed and most resourceful chief foreign correspondent from the New York Times could come up with for the American success in occupied lands.

Interestingly, the more we analyse the same elements, the more we reach the conclusion that the US has already lost on these fronts and there is no chance, whatsoever, for it to stand up again.

The US has already lost the last mile. It is only a matter of time before it actually expires.

نکاح من سنتی نکاح میری سنت ہے (حدیث)

کیا ہم شادی بیاہ (جو کہ سنت رسولؐ ہے)
کو سنت کے مطابق مناتے ہیں؟
اگر نہیں تو کیا اس موقع پر ہم کہیں اللہ اور
اس کے رسولؐ کی ناراضگی تو مول نہیں
لے رہے ہیں؟
ان سوالات کا جواب جاننے کے لئے سنیے

ڈاکٹر اسرار احمد
(بانی تنظیم اسلامی) کی اہم تقریر
"شادی بیاہ کی تقریبات میں
سنت کے مطابق اصلاح"
2 Video CDs
رعایتی قیمت: =/30 روپے

مکتبہ خدام القرآن
قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور فون 03-5869501 فیکس 5834000
www.tanzeem.org

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:
(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس (2) عربی گرامر کورس (I، II، III) (3) ترجمہ
قرآن کریم کورس مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:
شعبہ خط و کتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No. 47

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Destined to lose on the last mile

It does not need much wisdom and in-depth research to prove that the US would lose on the last mile not only in Iraq but on every inch that it wants to dominate outside Iraq.

The New York Times has already invested a lot of wisdom and completed indepth research and analysis in this regard at a great cost.

The person who is paid huge sums and provided full support to travel around the world and move freely from US military bases in completely occupied lands to the Houses of power in the semi-occupied lands, and lead policy deliberations in Washington concludes:

"The bad guys in Iraq can lose every mile on every road, but if they beat America on the last mile - because they are able to intimidate better than America is able to coordinate, protect, inform, invest and motivate - they will win and America will lose." (New York Times, November 28, 2004) [1]

It is a wonderful job on the part of New York Times' chief foreign affairs analyst because we have been provided with five basic elements — coordinate, protect, inform, invest and motivate —for the US to successfully complete its occupation. Lacking these elements, in his view would be a sure recipe for disaster.

The fun part of the story is that being an embedded journalist or a reporter makes one partially blind. He can dig out such fine elements, but completely fails to see their total absence to conclude that the US is already in the way to face total disaster. It would soon be belly up in all the places where it is out to impose its way of life on others.

Let us analyse these elements to see if the US has any chance to win a war that it has been waging for the last 14 years with weapons of mass deception as well as mass destruction of unprecedented nature and scale in human history.

1. Coordinate

The question is: coordinate with whom? Killers, dictators, human rights abusers, thugs and opportunist monsters like Musharraf, Karazai, Allavi, Mubarak and Karimov? Or with a partner lair in chief, Tony Blair?

These are all that the US can coordinate with. And these are all who see their demise in the demise of the United States. The rest of the world is as much against the US motives as it has never been in the US history of foreign interventions.

If this is the coordination that the New York Times would like to succeed, it better prepare for the much awaited demise of the imperial Washington, because even its closest ally Turkey today called the US tactics worse than Hitler. Those who have any doubts must see Reuters reporting on Nov 26: "Turk lawmaker says US in Iraq worse than Hitler."

Gareth Jones of Reuters further writes: "The head of Turkey's parliamentary human rights group has accused Washington of genocide in Iraq and behaving worse than Adolf Hitler, in remarks underscoring the depth of opposition in Turkey to U.S. policy in the region. The occupation has turned into barbarism." Yeni Safak newspaper prominently quoted Mehmet Elkatmis, head of parliament's human rights commission, as saying. "The U.S. administration is committing genocide...in Iraq." (See full report).

In such a situation all the world can say to delusionals at the New York Times: Best of luck as you are dragging the US to the grave that you have already digged for it with your sloppy analysis and biased reporting.

2. Protect

Again, the question is: protect whom? The same thugs and sell outs mentioned above or the people of Iraq, Afghanistan, and Pakistan? Protect Green Zone and a few mile territory in Kabul or the cities after cities and villages after villages that the US is raising to the ground in occupied and semi-occupied countries, such as Pakistan?

Of course killers, dictator and human rights abusers like Musharraf, Mubarak, Allavi, Karzia, Karimov and their collaborators are the people that the US is protecting and the New York Times wishes to it succeed in this mission.

As far ordinary Iraqis, for example, are concerned, the US starved them to death for 12 years. The civilised America then bombed them to death for weeks with "shock and awe" like noble missions. And now it is flattening their homes for the last three years only to pacify everyone at least till holding a mock election to grant more legitimacy to its monsters in Iraq.

The US is going to lose on this point as well because it is not ready to protect the masses that are totally against US aggression and designs to impose an alien way of life on them.

Furthermore, its collaborators are too few and too weak to survive for too long without the US protection. The question is: for how long can the US afford to protect its stooges? May be for too long, but not forever. How long can the US stay in these occupied lands. May be for too long, but not forever because these places do not belong to it in the first place. Granting protection to its puppets is thus as short term and shaky as its occupations.

During the moments of excessive arrogance General Abizaid claims: "every once in a while, the Romans would get a legion overrun. We haven't even had a platoon overrun" (Nov 25, 2004) and "we can generate more military power per square inch than anybody else on earth, and everybody knows it" (Nov 27).

However, arrogant Abizaid forgets that the US could hardly generate a fraction of moral power per square inch of the mind and soul of the people under its occupation.

Even the thugs in the American legions are not sincerely with the US. They are not impressed with the US moral leadership. They are simply there for worldly gains and would switch sides much before the US run out of gas on the last mile. Too high a price the US is paying for their protection. The more the New York Times calls for their protection, the deeps it digs a grave for the US to rest in forever to come.

3. Inform

This is the most laughable element identified by the NY Times at a time when a growing number of Americans are losing trust in its duty to inform. They are switching to alternative sources for information.

Since when has the NY Times assumed that the US can play a role in genuine information sharing when even majority of the Americans are leaving the pro-establishment sources such as CNN, Fox News, ABC, NBC, LA Times, Washington Post, Associated Press and Reuters, having monopoly over reaching the people under occupation?

Banning Al-Jazeera and assuming that now the US would be able to effectively misinform the world with the help of its embedded journalists and reporters like Friedman, amounts to living in fool's paradise.

The more the time goes by, the more the people realise the ulterior motives of the United States. It is difficult for the US to hide its intentions that it is neither a war on terrorism, nor on weapons of mass destruction, not even a war for democracy and freedom. It is pure and simple a war on Islamic ideology, as the 9/11 commission's report has concluded and as General Abizaid